

کتاب ہذا جملہ حقوق بحق مفتی اقتدار احمد خاں محفوظ ہیں

رحمتِ خدا بوسیلہ اولیاء

از

حکیم امت مفتی احمد یار خاں صاحبِ گجراتی

ناشر

صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خاں

مالکِ نعیمی کتب خانہ - گجرات

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَحْمَدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى مَنْ كَانَ نَبِيًّا
وَأَدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطَّيْنِ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ قَائِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِينَ
وَسَيِّدَنَا فِي الدَّارَيْنِ إِلَى اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا
مُحَمَّدٌ وَآلِهِ الطَّيِّبِينَ وَآصْحَابِهِ الطَّاهِرِينَ ○

جس پر آشوب زمانہ سے ہم گزر رہے ہیں یہ مسلمانوں کے لیے نہایت ہی فتنوں اور آفتوں کا زمانہ ہے۔ آج بہت خوش نصیب وہ شخص ہے جس کا ایمان موجود وہ ہواؤں سے بچ جائے۔ بد مذہبی اور بے دینی کی ایسی تیز آندھیاں چل رہی ہیں جن سے سادہ لوح مسلمانوں کا ایمان خطرے میں ہے۔ اگرچہ اسلام میں نئے نئے فرقے پہلے بھی پیدا ہوتے رہے لیکن جو بیماری آج ہے وہ اس سے پہلے کے مسلمانوں میں سننے ہی میں نہ آئی تھی۔ آج ہر جاہل قرآن شریف کا مفسر بن گیا اور ہر بیوقوف آدمی بندگانِ دین اور ائمہ مجتہدین پر بکواس کر رہا ہے۔

اسلام کے ایسے مسئلہ مسائل جن کے متعلق کبھی گمان بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ کوئی کلمہ پڑھنے والا ان کا انکار کرے گا۔ آج ان مسلم الشیوٹ مسائل کے منکر پیدا ہو گئے۔ انہی مسائل میں سے اللہ تعالیٰ کے پیارے اور مخلص بندوں کا وسیلہ ہے۔ ہر زمانہ میں ہر شخص وسیلہ کا قائل اور معتقد رہا۔ مگر آج وسیلہ کے منکر ہو گئے ہیں۔ جو دنیاوی نصیبتوں اور آلام میں حاکموں اور حکیموں کے پاس بھاگے اور مارے مارے پھرتے ہیں۔ مگر انبیائے کرام اور اولیاء اللہ کے وسیلہ بکھڑنے والوں کو مشرک و مرتد کہتے ہیں۔ ذرا خود نہیں کرتے۔ خدا تعالیٰ کا غضب جس شخص جس قوم پر ہوتا ہے اسے اللہ تعالیٰ وسیلوں سے محروم کر دیتا ہے

اور جن پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے انہیں اس کے
 پیاروں کا وسیلہ نصیب ہوتا ہے خوش نصیب بندہ اپنے گناہوں پر گریہ زاری
 کرتا ہے۔ اور بزرگوں کے وسیلہ سے گناہوں کے میل کو دل سے دھوتا ہے لیکن
 پر نصیب انسان اللہ کے پاک بندوں میں عجیب نکالتا ہے۔ اور ان سے دور رہ کر
 رب کی رحمت سے محروم ہوتا ہے۔ تمام فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو
 قرب الہی کا وسیلہ جان کر ان کے سامنے اپنا سر جھکا دیا۔ وہ مقبول بارگاہ رہے۔
 شیطان نے بے وسیلہ والی لاکھوں عبادتیں کیں مگر حضرت آدم علیہ السلام کا
 وسیلہ نہ بنایا اور مودود بارگاہ الہی ہوا۔ مولانا فرماتے ہیں۔ **امثنوی**

چوں خدا خواہد کہ راز کس درد میلش اندر طعنه پاکاں ہند

چوں خدا خواہد کہ مایا باری کند میل مارا جانب زاری کند

بیشک خدا و تعالیٰ جب کسی کی پردہ دری اور رسوا کرنا چاہتا ہے تو اس کی طبیعت

میں پاک لوگوں کی طعنہ زنی میں رغبت پیدا کر دیتا ہے۔ اور جب خدا و تعالیٰ تمہاری

توفیق عطا کرتا ہے تو گریہ و زاری کی طرت طبیعت کو مائل کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے پیاروں کا وسیلہ ایک ایسا وسیلہ ہے جس کے فائل کھار بھی

ہیں جافور اور یہ جان لکڑیاں بھی مقبولان بارگاہ کو وسیلہ بچھتے رہے ہیں۔

قرآن کریم فرما رہا ہے کہ فرعون اور اس کی قوم پر غرق ہونے سے پہلے جوں اور

مینٹرک وغیرہ کے برت سے عذاب آئے۔ مگر جب عذاب آتا تھا تو وہ موسیٰ

علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرتے تھے کہ لَیْسَ کُنْتُ مِمَّنْ اٰتٰی الرَّجْسَ

لَکُمْ مِّنْکُمْ وَ لَکُمْ اٰیٰتٌ مَّعَلٰی بَنٰی اِسْرَآئِیْلَ اے موسیٰ علیہ السلام اگر آپ

نے یہ عذاب ہم سے دور کر دیا تو ہم آپ پر ضرور ایمان لائیں گے اور یہی اسرائیل

کو آپ کے حوالے کر دیں گے۔ مگر جب پھر ان کی دعا سے عذاب دُور ہوا

جاتے ایمان لاتے تھے جب رب کو فرعونوں کا ہلاک کرنا منظور ہوا تو موسیٰ علیہ السلام تک نہ پہنچنے دیا بلکہ دریائے قزح سے پہلے تو موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کو صحیح و سالم نکال دیا۔ اور پھر فرعون کو دریا میں پھنسا دیا اور بولا۔
 اَنتَ یٰمُوسٰی اِنِّیْ اَخْرَجْتُکَ مِنْ اَرْضِ مِصْرَ اِنَّکَ کَانَ لَیْسَ بِاٰیْمَانٍ لِّمَنْ کَانَ یَکْفُرُ بِکَ سَبِیْلَہٗ دَرِیَآئِیْنِ مِیْنِ نَحْنُ اٰیْمَانٌ قَبُوْلٌ لِّہٖ اَوْ رُؤْبٌ کَیْمٌ۔
 کفار کہ بھی ہر مصیبت یعنی فحط سالی وغیرہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر دعا کراتے تھے اونٹوں چڑیوں اور ہر تیروں نے مصیبت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فریادیں کیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا ہے

ہاں ہمیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد ہاں ہمیں چاہتی ہے ہر فی داد
 اسی در پہ شترانِ ناسداد گلہ رنج دعت کرتے ہیں
 بے جان کنکروں لکڑیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا وسیلہ اختیار کیا۔ مولانا روم فرماتے ہیں ہے
 لَظِقْ اَبَ وَ لَظِقْ خَاکَ وَ لَظِقْ کُلَّ
 فِلْسَافِیٍّ کُوْمَتَہٗ جَنَانِہٖ اَمَتَ
 اَمَتَ مَحْسُوسِ حَوَاسِ اہْلِ دَل
 اَز حَوَاسِ اَوَّلِیَا بَیْکَانَہٗ اَمَتَ
 اگر یہ واقعات تفصیل دار دیکھنا ہوں تو ہماری نصیحات کا مطالعہ کرو
 خصوصاً سلطنتِ مصطفیٰ دیکھو۔

غریبیکہ پاک بندوں کا وسیلہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کی کفارا در بے عقل
 مخلوق بھی قائل ہے مگر افسوس کہ ایسے ظاہر مسئلہ کے اب متکر ہوئے تو
 تو کون جانور نہیں رام لعل دوار کا پر نشاد کافر نہیں بے علم مسلمان نہیں۔ بلکہ
 کلمہ پڑھنے والے فاضل دیوبند کھلانے والے۔ اسلام کے ٹھیکہ دار بننے والے

دیوبندی دہلوی اور مولوی نے فقط انکار ہی نہیں کیا بلکہ ایسی ضد برائے کہ ان کے تمام دعوے جلسے مجلسیں اسی لیے وقف ہو گئیں۔ وسیلہ کے قائل مسلمانوں پر شرک و کفر اور طغیان کے فتوے لگنے لگے۔ بتوں کی آیات پیغمبروں پر اور کفار کی آیات مسلمانوں پر چسپاں کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کے پیاروں اور مخلص بندوں کی شان میں ایسی گستاخیاں کرنے لگے۔ کہ کبھی کفار کو بھی ایسی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ بعض سادہ لوح مسلمان ان کے جُبیہ و دستار دیکھ کر ان کے جال میں پھنس گئے۔ اور یہ بیماری متعدی مرض کی طرح روز بروز بڑھنے لگی

اس لیے میں نے سوچا کہ اگر میں اس وقت خاموش رہوں تو میرا وجود کس کام آئے گا۔ میں نے بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے ٹکڑے کھائے ہیں ان کے نام پر بلا ہوں۔ اگر ان کے دین پر آنچ آتی دیکھوں اور حرکت نہ کروں تو ضرور میری پکڑ پکڑ ہوگی۔ محافظ کئے کا فرض ہے کہ جب مالک کے گھر چور آتے دیکھے تو کم از کم چیخ و پکار کر کے چوروں کو بھگا دے۔ میرے پاس صرف چوب قلم ہے اللہ کے نام پر یہ رسالہ لکھا اس رسالے کا بھی وہی طریقہ ہوگا۔ جو ”جاء الحق“ اور ”سلطنت مصطفیٰ“ کا ہے یعنی وسیلہ کا مسئلہ دو بابوں میں بیان ہوگا۔ پہلے باب میں وسیلہ بزرگان کا ثبوت قرآنی آیات احادیث نبوی و تہذیبوں کے اقوال اور خود مخالفین کی تحریروں سے۔ دوسرے باب میں مخالفین کے اعتراضات مع جوابات کے اس رسالہ کا نام رحمت خدا وسیلہ اولیاء رکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے قبول فرما کر صدقہ جاریہ بنائے اور اسے میرے گناہوں کا کفارہ فرمائے۔ جو مسلمان اس سے فائدہ اٹھائیں وہ میرے لئے دعا کریں کہ رب تعالیٰ مجھے ایمان پر خاتمہ نصیب کرے اور میرے گناہوں کے سیاہ وفتروں کو اپنی رحمت

اور مغفرت کے پانی سے دھوئے کہ اسی امید پر میں نے یہ محنت کی ہے۔
 رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَتَبَّ عَلَيْنَا إِنَّكَ
 أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا
 مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ ۝
 آمِينَ ۝ آمِينَ آمِينَ يَا رَبُّ الْعَالَمِينَ وَيَا أَكْرَمَ
 الْأَكْرَمِينَ ۝

تاجین

احمد یار خاں نعیمی اشرفی
 سرپرست مدرسہ غوثیہ نعیمیہ گجرات
 (پاکستان)

یکم ماہ فاطمہ ربیع الآخر ۱۳۷۹ھ روزِ ایمان اتوار طغیان ہوز
 دوشنبہ مارکہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے خواہ زندہ ہوں یا وفات یافتہ۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں مسلمانوں کا وسیلہ و عظمیٰ ہیں۔ ان کی ذات وسیلہ۔ ان کا نام ان کی چیزیں وسیلہ۔ جس چیز کو ان سے نسبت ہو جائے وہ وسیلہ ہے۔ مگر فی زمانہ وہابی دیوبندی اس کے منکر ہیں۔ لہذا ہم رب تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ مسئلہ دو بابوں میں عرض کرتے ہیں۔ پہلے باب میں اس کا ثبوت اور دوسرے باب میں اس پر اعتراض و جواب۔

پہلا باب وسیلہ کے ثبوت میں

اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ان کی ذات ان کا نام۔ ان کے برکات مخلوق کا وسیلہ ہیں اس کا ثبوت قرآنی آیات۔ احادیث نبویہ۔ اقوال بزرگان اجماع امت اور دلائل عقلیہ بلکہ خود مخالفین کے اقوال سے ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے وَكَوْنَهُمْ اِذْ ظَلَمُوا اَنْفُسَهُمْ جَاؤُكَ فَاسْتَغْفِرُ وَاللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ التَّائِبُ السَّوْلُ لَوْجِدُ وَاللّٰهُ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔

(سورہ نساء پ ۵) اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر کے آپ کے آستانہ پر آجائیں اور اللہ سے معافی چاہیں اور آپ بھی یا رسول اللہ ان کی سفارش کریں۔ تو بے شک یہ لوگ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا حریبان پائیں گے۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر مجرم کے لیے ہر وقت تائید و قیامت وسیلہ مغفرت ہیں۔ ظالموں میں کوئی قید نہیں۔

اور انعام ہے۔ یعنی مستم کا مجرم ہمیشہ آپ کے پاس حاضر ہے۔
(۲) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا
رَبِّي سَبِيلَهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ ۵ پ ۶ ع ۶ سورۃ مائدہ

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور رب کی طرف وسیلہ تلاش کرو
اور اس کی راہ میں جہاد کرو۔ تاکہ تم کامیاب ہو۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اعمال کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے پیوست
بندوں کے وسیلہ ڈھونڈنا ضروری ہے۔ کیونکہ اعمال تو اتقوا اللہ میں آگئے۔
اور اس کے بعد وسیلہ کا حکم فرمایا۔ معلوم ہوا کہ یہ وسیلہ اعمال کے علاوہ ہے۔
(۳) خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا
وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ (پ ۱ ع ۱ سورۃ توبہ)

اے محبوب! ان مسلمانوں کے مالوں کا صدقہ قبول فرماؤ اور اس کے ذریعہ
آپ انہیں پاک و صاف کرو۔ اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو۔ کیونکہ آپ
کی دعا ان کے دل کا چین ہے۔ معلوم ہوا کہ صدقہ و خیرات اعمال صالحہ طہارت
کا کافی وسیلہ نہیں بلکہ طہارت تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے حاصل ہوتی ہے
(۴) هُوَ الَّذِي يُعَثِّرُ فِي الْأُمَمِينَ نَسُوءًا مِنْهُمْ يُتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتُ
وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (پ ۲۸ - سورۃ جمعہ)

رب تعالیٰ وہ قدرت والہ ہے جس نے بے پڑھوں میں ان ہی میں سے
رسول بھیجا۔ جو ان پر رب کی آیات تلاوت فرماتے ہیں۔ اور انہیں پاک فرماتے
ہیں اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم پاک و صاف فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا وسیلہ عظمیٰ ہیں۔

(۵) وَكَانُوا مِنْ قَلِيلٍ لِيُثَبِّتُ فِتْنُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا -

پہلے سورہ بقرہ پر اہل کتاب حضور کی تشریف آوری سے پہلے حضور کے طفیل کفار پر فتح کی دعا کرتے تھے۔

معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے اہل کتاب آپ کے نام کے وسیلہ سے جنگوں میں دعائے فتح کرتے تھے۔ اور قرآن کریم نے ان کے فعل پر اعتراض نہ کیا۔ بلکہ تائید کی اور فرمایا کہ ان کے نام کے وسیلہ سے تم دعائیں مانگا کرتے تھے اب ان پر ایمان کیوں نہیں لاتے۔

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام ہمیشہ سے وسیلہ ہے۔ (۶) قَتَلَنِي آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَتِ قَتَابَ عَلَيْهِ (پہلے سورہ بقرہ) آدم علیہ السلام نے اپنے رب کی طرف سے کچھ کلمے پائے جن کے وسیلہ سے دعا کی اور رب نے ان کی توبہ قبول کی۔

ہدایت سے مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے حضور علیہ السلام کے نام کے وسیلہ سے دعا کی جو قبول ہوئی۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انبیائے کرام کا بھی وسیلہ ہیں۔

(۷) قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا (پہلے سورہ بقرہ) ہم آپ کے چہرے کو آسمان کی طرف پھرتے دیکھ رہے ہیں۔ اچھا ہم آپ کو اس قبلہ کی طرف پھیر دیتے ہیں جس سے آپ راضی ہیں۔

معلوم ہوا کہ تبدیل قبلہ صرف اسی لیے ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خواہش تھی یعنی کعبہ معظمہ حضور کے وسیلہ سے قبلہ بنا۔ جب کعبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ کا محتاج ہے تو ماد شہما کا کیا پوچھا ہے۔

(۸) وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا

وَلَيْسَتْ خَيْرٌ مِنْهَا كَثْرَةُ هُمَا رِبَّ عِ اسوره کہتے (حضرت خضر علیہ السلام نے دیوار بنا کر موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اس دیوار کے نیچے دو یتیم بچوں کا سر پایہ ہے ان کا باپ نیک تھا اس لئے تیرے رب نے چاہا کہ ان کا خزانہ محفوظ رہے اور یہ جوان ہو کر اپنا خزانہ نکال لیں۔

معلوم ہوا کہ ان یتیم بچوں پر رب کا یہ کرم ہوا کہ ان کی تسکنت دیوار بنانے کے لئے دو مقبول بندے بھیجے گئے اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کا باپ نیک آدمی تھا یعنی نیک باپ کے وسیلے سے اولاد پر اللہ تعالیٰ کا کرم ہوتا ہے۔

(۹) اُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ سِرِّهِمْ الْوَسِيلَةَ لِيَلْهَمُوهُمُ اقْرَبَ وَيَزِيدُوهُمْ رَحْمَةً وَيَجْعَلُوْنَ غَدًا بَيْتًا رَّحِيمًا (پس ۵ سورۃ بنی اسرائیل) وہ مقبول بندے جن کی بہت پرستش ہو جا کرتے ہیں وہ خود اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے۔ اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔ اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ جن نیک بندوں کی کفار پرستش کرتے ہیں ان میں ہر ایک اللہ سے زیادہ قرب والے کا وسیلہ تلاش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس تلاش پر اعتراض نہ فرمایا۔

(۱۰) وَلَوْلَا رِجَالُ مُّؤْمِنُونَ وَنِسَاءُ مُّؤْمِنَاتٌ لَّمَّا تَعْلَمُوهُمْ اَنْ قَطُّوْهُمْ فَتَضِلَّكُمْ مِنْهُمْ مَعْرَضَةٌ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ خِلَافًا (اللہ فی رحمتہ من نیشاءم لو تزلزلوا لعدت بنا الذین کفروا وادسہم عند ابا النبیما ریب ع ۱۰ سورۃ فتح) اگر کچھ مسلمان مرد اور کچھ مسلمان عورتیں ہوتیں جن کو تم نہیں جانتے اگر اس امر کا اندیشہ نہ ہوتا کہ تم ان کو پسند دالتے پھر تم پر خرابی آپڑتی ان کی طرف سے بے خبری میں فتح تو ہو جاتی، لیکن اس میں ویساں لئے ہوئی نہ ہو

اللہ جس کو چاہے اپنی رحمت میں داخل فرمائے۔ اگر وہ مسلمان کفار مکہ سے جبراً ہوجاتے تو ہم کافروں کو دردناک عذاب کی سزا دیتے۔

معلوم ہوا کہ کفار مکہ کے عذاب سے محفوظ رہنے کی وجہ یہ ہے کہ انہیں کچھ مسلمان رہ گئے تھے یعنی شہر میں اللہ تعالیٰ کے نیک چہرے کا ہونا بیدنیوں اس کا وسیلہ بن گیا ہے۔
(۱۱) وَقَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا ۖ (سورہ کہف) غلاب ہونے والوں نے کہا کہ ہم صحابہ کف پر مسجد بنائیں گے۔

معلوم ہوا کہ بزرگوں کی قبروں کے پاس مسجد بنانا تاکہ ان کے وسیلہ سے نماز میں برکت ہو اور زیادہ قبول ہو ہمیشہ سے مسلمانوں کا دستور رہا ہے۔ قرآن کریم نے صحابہ کف کی غار پر مسجد بنانے کا ذکر کیا اور اس کی تردید نہ کی۔ جس سے پتہ لگا کہ ان کا یہ کام اللہ تعالیٰ کو پسند ہوا۔

(۱۲) اِذْ هَبُوا بَقِيَّتِمْ هٰذَا خَالِقُوْهُ عَلٰی وَجْهِ اٰجِيْ يٰٓاٰتِ يٰٓحِيْرًا ۝
پہلے ۱۰ سورہ یوسف، یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا کہ میری قمیص لے جاؤ اور میرے والد ماجد کے منہ پر ڈال دو ان کی آنکھیں بینا ہو جائیں گی۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے لباس کے وسیلہ سے دکھ دور ہو جاتے ہیں۔ شفایابی ہے۔

(۱۳) لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۚ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ (پہلے سورہ بلد) میں قسم فرماتا ہوں اس شہر مکہ کی۔ حالانکہ اے محبوب اس میں تم نشر لیت فرما ہو معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے مکہ مکرمہ کو یہ فضیلت ملی کہ رب نے اس کی قسم فرمائی۔

(۱۴) وَالنَّبِيِّنَ وَالزَّيْتُوْنَ وَطُوًى سَبْعِيْنَ وَهَذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ (پہلے سورہ التین) یعنی قسم ہے انجیر زیتون اور طوہر کی اور اس امانت الے شہر کی معلوم ہوا

کہ موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ سے انجیر اور طور پہاڑ کو عزت ملی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے مکہ شریف کو ایسی برکت حاصل ہوئی کہ اس کی قسم نے فرما لی۔ اس سے ثابت ہوا کہ وسیلہ کا نفع بے جان چیزوں کو بھی پہنچ جاتا ہے۔

(۱۵) اِنَّ اٰیۃَ مٰلِکِہٖ اَنْ یَّاتِیَکُمُ السَّاعُوتُ فِیۡہِ سَکِیۃٌ مِّنْ ذُرِّۤہُمۡ وَکَیۡفِیۃٌ مِّمَّا تَرَکَ الِہٖمۡ وَوَسٰی وَاٰلُہٗمۡ وَوَسٰی وَتَحٰبِلُہٗ الْمَلٰٓئِکَۃُ رَبِّ ع ۱۵ سیرہ بقرہ، شموئیل علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ طاووت کی بادشاہت کی دلیل یہ ہے کہ ان کے پاس نابوت سکیئہ آویگا جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ہارون علیہ السلام کے تبرکات ہیں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو یہ صندوق دیا تھا جس میں موسیٰ علیہ السلام کا نعین شریف اور ہارون علیہ السلام کی دستار مبارک اور دیگر تبرکات تھے جسے بنی اسرائیل جنگ میں اپنے آگے رکھتے تھے جس کی برکت سے دشمن پر فتح پاتے تھے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات کے وسیلہ سے آفات دور ہوتی ہیں۔ مشکلات حل ہوتی ہیں۔

(۱۶) اِنِّیْ اَخْلَقْتُ لَکُمۡ مِّنَ الطَّیۡنِ کَہَیۡئَۃِ الطَّیۡرِ فَاَنفَخَ فِیۡہِ فَبَکُوۡنُ الطَّیۡرُ اَبَآءُ اٰلِہٖمۡ رَبِّ ع ۱۶ سورہ آل عمران) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں مٹی سے پرندے کی شکل بناتا ہوں پھر اس میں پھونک رہا ہوں۔ جس سے وہ باذن پروردگار پرندہ بن جاتا ہے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے دم کے وسیلہ سے مٹی میں جان پڑ جاتی ہے۔ اور بیماروں کو شفا ہو جاتی ہے۔

(۱۷) فَفَضَّلْتُ مِیۡمَۃً مِّنْ اَشۡرَ الرُّسُلِ نَبِیۡدُ تَہَا وَکَذٰلِکَ نَسُوۡتِیْ لِنَفْسِیْ (پاک۔ ع ۱۳ طہ) سامری بولا کہ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی گھوڑی کی ٹاپ کے نیچے سے ایک مٹھی مٹی لی اور سونے کے بھڑے کے منہ میں دی اور بچھا آواز دینے لگا معلوم ہوا کہ جبرائیل علیہ السلام کی گھوڑی کے پاؤں کی

خاک کے وسیلہ سے سونے کے بیجان بچھڑے میں جان پڑ گئی۔

(۱۸) قُلْ يَتُوبَا كَمْ مَلَكُ الْمَوْتِ وَنَاتِ دِينَ كَمْ يَوْمُ الْقِيَامِ (سورہ عبید) فریاد وہ کہ تم کو ملک الموت و نوات دیں گے جو تم پر مقرر کئے گئے ہیں معلوم ہوا کہ حضرت ملک الموت کے وسیلہ سے جان نکلتی ہے۔

(۱۹) قُلْ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكَ لِأَهْبَ لِبِ غُلَامًا زَكِيًّا (سورہ مریم) حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت مریم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں تمہارے رب کا قاصد ہوں اس لئے آیا ہوں کہ تمہیں ستر ایشیا بخشوں معلوم ہوا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے وسیلہ سے لڑکا نکلا۔

(۲۰) وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ (سورہ انفال) اللہ انہیں عذاب نہ دیگا حالانکہ آپ ان میں ہیں۔ یعنی اہل مکہ عذاب سے اس لئے بچے ہوئے ہیں۔ کہ ان میں آپ جلوہ گر ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات عذاب الہی سے امن کا وسیلہ ہے۔

(۲۱) وَأَذِّنْ لَكُمْ يَا مُوسَى لَوْ كُنْتَ صَبِيرًا عَلَى طَعَامٍ وَاحِدٍ فَإِنَّكَ لَتَأْتِيَنَّكَ لَنَا مِمَّا تَنْتِ الْأَرْضُ مِنْ يَقْلَهَا الْغَرْبِ (سورہ بقرہ) اور جب تم (بنی اسرائیل) نے کہا اے موسیٰ ہم ایک گھانے (یعنی من و سلوی) پر بہرگز صبر نہیں کریں گے۔ اپنے رب سے دعا کرو کہ ہماری لئے زمین کی پیداوار نکالے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل جب کوئی بات رب سے عرض کرنا چاہتے تو موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ سے دعا کرتے تھے۔

(۲۲) هَذَا يَدْعُوكَ زَكِيًّا (سورہ آل عمران) یعنی حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو بے مہم پھیل کھاتے ہوئے دیکھ کر زکیا علیہ السلام نے مریم کے پاس ٹھہرے ہو کر فرزند کے لئے دعا مانگی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے پاس دعا مانگنا زیادہ باعث

قبول ہے۔ اگرچہ دعائے مانگنے والا زیادہ بزرگ ہو۔

احادیث

- (۱) مسند امام احمد بن حنبلؒ میں حضرت شریح ابن عبید سے روایت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ نے چالیس ابدال کے متعلق فرمایا: يُسْتَقَى بِهِمُ الْعَيْثُ وَيَنْصُرُ بِهِمُ عَلَى الْأَعْدَاءِ وَيُصْرَفُ بِهِمُ عَنْ أَهْلِ الشَّامِ الْعَذَابِ (مشکوٰۃ - باب ذکر یمن و شام) یعنی ان چالیس ابدال کے وسیلہ سے بارش ہوگی۔ دشمنوں پر فتح حاصل کی جاوے گی اور شام والوں سے عذاب دور ہوگا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کے وسیلہ سے بارش نفع و نصرت اور بلا دفع ہوتی ہے۔
- (۲) وارمی شریف میں ہے کہ ایک دفعہ مدینہ شریف میں بارش بند ہو گئی اور غریب بچہ لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: أَنْظَرُوا قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْعَلُوا مِنْهُ كَوِيَّ إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى يَكُونَ بَيْتٌ وَيَبْنِ السَّمَاءُ سَقْفٌ فَعَلُوا فَبَطَرُوا مَطَرًا حَتَّى يَكُونَ نَبْتُ الْعَشْبِ وَصَمَتَتِ الدَّيْلُ حَتَّى لَعَنَتْ مِنَ الشَّجَمِ فَسَمِيَ عَامُ الْفَتْقِ (مشکوٰۃ باب الکلمات) یعنی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھت کھول دو کہ قبر انور اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ رہے لوگوں نے ایسا ہی کیا تو فوراً بارش ہوئی یہاں تک کہ چارہ اگا۔ اونٹ بوٹے ہو گئے گویا چرنی سے بھر گئے معلوم ہوا کہ اللہ کے پیاروں کی قبر کے وسیلہ سے بارشیں آتی ہیں۔
- (۳) شرح اسنن میں ابن کثیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت سفینہ عذراوتی میں گرفتار ہو گئے آپ قید سے
 بھاگ نکلے کہ اچانک ایک شیر سامنے آگیا آپ نے شیر سے فرمایا :
 يَا أَبَا نُحَارٍ ! اِنَا مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنْ
 أَمْرِى كَيْتَ فَاَقْبِلْ الْأَسَدَ لِمَا يَصْبِغُهُ حَتَّى أَقَامَ إِلَى جَنْبِهِ
 كُلَّمَا سَمِعَ صَوْتًا أَهْوَى إِلَيْهِ ثُمَّ أَقْبَلَ يَمْشِي إِلَى جَنْبِهِ حَتَّى
 أَقَامَ إِلَى حَتَّى بَلَغَ الْجَيْشَ ثُمَّ رَجَعَ الْأَسَدُ (مشکوٰۃ باب الامت) یعنی
 اسے شیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ میرا واقعہ ایسا ایسا
 ہوا ہے۔ یہ سن کر شیر دم ہلاتا ہوا حضرت سفینہ کے پاس آگیا اور ساتھ چل دیا۔
 جب کوئی آواز سنتا تو فوراً ادھر پہنچتا۔ اور پھر حضرت سفینہ کے پاس آجاتا۔
 غرض اسی طرح حفاظت اور خدمت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ آپ لشکر اسلام
 میں پہنچ گئے۔ پھر لوٹ گیا۔ معلوم ہوا کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے سید
 سے شیر بھی تابع ہو جاتے ہیں۔ اور شیر حضور کے غلاموں کو پہچانتے ہیں۔
 (۴۱) مسلم و بخاری میں ہے کہ معراج کی رات پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔
 فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلَى مُوسَى فَقَالَ لِمَا أَمَرْتُ بِهِ قُلْتُ أَمَرْتُ
 خَمْسِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ خَمْسِينَ
 صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ وَإِنِّي وَاللَّهِ خَرَّابَتُ النَّاسِ قَبْلَكَ وَعَاجَتُ بَنِي إِسْرَآئِيلَ
 أَشَدَّ الْمَعَاجِزَةِ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسَلِّمْهُ التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ (مشکوٰۃ
 باب المعراج) حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہم واپسی میں موسیٰ علیہ السلام
 پر گزرتے تو آپ نے پوچھا کہ آپ کو کیا حکم ملا؟ فرمایا ہر دن پچاس نمازوں
 کا فرمایا۔ حضور کی امت میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ اسرائیل کو آڑا چکا ہوں اپنی
 امت کے لئے رب سے رعایت مانگئے۔ غرض کہ کئی بار عرض کرنے پر پانچ

رہیں معلوم ہوا کہ حضرت مولیٰ علیہ السلام کے وسیلہ سے یہ رعایت اور رحمت ملی کہ پچاس نمازوں کی صرف پانچ باقی رہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے بندوں کا وسیلہ ان کی وفات کے بعد بھی فائدہ مند ہے۔

(۵) مسلم و بخاری میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک بار قحط پڑا تو جمعہ کے دن خطبہ میں ایک شخص نے حضور سے عرض کیا تو حضور نے اسی حالت میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا وَضَعْتُهَا حَتَّى تَارَ السَّحَابَ امْتَلَأَ الْجِبَالُ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِثَابِرِهِ حَتَّى رَأَيْتُ الْمَطَرَ يَتَخَادَرُ عَلَى الْخَتَجِ۔ یعنی خدا کی قسم ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے ہاتھ نیچے نہ گئے تھے کہ پہاڑوں کی طرح بادل اٹھا اور حضور اقدس منبر سے نہ اترے تھے۔ کہ بارش کا پانی آپ کی ریش میارک سے ٹپکتا تھا۔ سات دن بارش ہوتی رہی۔ اگلے جمعہ کو پھر زیادتی بارش کی شکایت کی شکایت کی گئی۔

فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ خَوَّلَيْتَنَا وَلَكَا عَيْنَنَا فَمَا لَيْتَهُ يَرْأِي تَاجِيئَهُ مِنَ السَّحَابِ إِلَّا الْفَجْرَتِ (مشکوٰۃ باب المجرات)

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا کہ مولیٰ اب ہم پر نہ برے۔ ہمارے آس پاس برے پھر بادل کو جس طرف اشارہ فرماتے ادھر ہی پھٹ جاتا تھا۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام مصیبتوں کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ اختیار کرتے تھے۔

(۶) مسلم و بخاری میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللَّهُ يُعْطِي (مشکوٰۃ کتاب العلم) ہم تقسیم فرمانے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ دیتا ہے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں حضور پر نور تقسیم

فرمانے ہیں اور تقسیم فرمانے والا وسیلہ ہوتا ہے لہذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم خالق کی برکت کا وسیلہ ہیں۔

(۷) مسلم شریف میں ہے کہ حضرت ماعز سے ایک بڑا گناہ ہو گیا تو بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اے اللہ تعالیٰ کے رسول! مجھے پاک فرما دیں (مشکوٰۃ باب الحدود) معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رب کا گناہ کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرتے تھے کہ میں پاک فرما دیں کیونکہ حضور انور کو وسیلہ نجات جاتے تھے۔

(۸) مسلم شریف باب السجود میں ہے کہ حضرت ربیعہ ابن کعب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا اَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ میں آپ سے مانگتا ہوں کہ جنت میں آپ کے ساتھ رہوں۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رب کی تمام نعمتوں حتیٰ کہ جنت کے حصول کا وسیلہ سمجھ کر حضور پر نور سے مانگتے تھے (۱۱) ترمذی شریف میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت کبشہ کے گھرانے کے مشکیزہ سے دھن میں رک لگا کر پانی پیا۔ تَوَقَّعْتُ إِلَيْهَا فَطَعَنَتْهُ میں اُٹھی اور میں نے مشکیزہ کا منہ کاٹ لیا (مشکوٰۃ باب الاثریہ)۔

اس کی تشریح مرقاۃ میں ملا علی قاری فرماتے ہیں اَسْأَلُكَ الْقُرْبَانَ فَحَقَّقْتَهُ فِي بَيْتِي وَاتَّخَذْتَهُ شِفَاءً لِّعَيْنِي مُشْكِرَةً کا منہ کاٹ کر گھر میں محفوظ رکھا۔ تاکہ اس سے شفا حاصل کی جاوے۔ معلوم ہوا کہ صحابہ اسی مشکیزہ کے منہ کے ذریعہ بیماروں کی شفا حاصل کرتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مس ہو جانے کی برکت سے اس چمڑے کو شفا کا وسیلہ جانتے تھے۔

(۱۰) مسلم شریف میں ہے کہ حضرت اسماء کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا

کا جبہ شریف تھا اور قرمائی تھیں۔ ہذا جَبَّةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ عِنْدَ عَالِشَةَ فَلَمَّا قَضَتْ قَبْضَتَهَا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبِسُهَا فَتَحَنُّ نَعْسِلَهَا لِلْمَرْضَى لَسْتُ شَفِيَّ بِهَا۔
(مشکوٰۃ کتاب اللباس) یعنی یہ جبہ شریف حضرت عالشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا ان کی وفات کے بعد میں نے اسے لے لیا۔ اسے جبہ شریف کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہنتے تھے اور اب ہم یہ کہتے ہیں کہ بدینہ میں جو بیمار ہو جاتا ہے اسے دھوکہ پلاتے ہیں اس سے شفا ہو جاتی ہے۔
معلوم ہوا کہ صحابہ کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بدن شریف سے مس کئے ہوئے جبہ کو نفثا کا وسیلہ سمجھ کر اسے دھوکہ پیتے ہیں۔

(۱۱) نسائی شریف میں ہے کہ یہودی کی ایک جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئی اور عرض کی کہ ہمارے شہر میں عبادت خانہ بیعہ ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اسے توڑ کر مسجد بنائیں۔

فَاسْتَوْهَبْنَاكَ مِنْ فَضْلِ ظَهْوَرٍ قَدْ عَابَا عِفْتَرِضَاءَ وَتَمْضِضَ
ثُمَّ صَبَّهَ لَنَا فِي إِدَاوَةٍ وَأَمَرَ يَا قُفَّالَ إِخْرَجُوا فَإِذَا اتَّسَعَتْ
أَرْضُكَ فَاكْسِرُوا بَيْعَتَكُمْ وَالْقُفَّالُ مَا كَانَهَا هَذَا الْمَاءُ فَاتَّخَذَهَا
مَسْجِدًا (مشکوٰۃ باب المساجد)

ہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آپ کا غسل مانگا تو آپ نے پانی منگا کر وضو کیا اور کھلی کی اور یہ تمام پانی کھلی اور وضو کا ایک برتن میں ڈال کر ہمیں عنایت فرمایا اور حکم دیا کہ جاؤ اپنے بیعہ میں اس پانی کو چھڑک دو اور وہاں مسجد بنا لو۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غسل باطنی گندگی دور کرنے کا وسیلہ ہے۔

(۱۲) ابن ابی شیبہ نے کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں لکھا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے انتقال کے وقت وصیت فرمائی کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑا عنایت فرمایا تھا۔ وہ میں نے اسی دن کے لئے رکھ چھوڑا تھا۔ اس کپڑے کو میرے کفن کے نیچے رکھ دینا۔
وَأَخَذَ ذَلِكَ الشَّعْرَ وَالْأظْفَارَ فَأَجْعَلَهُ فِي فَنِي عَلَى عِلْمِي وَمَوَاضِعِ السَّجُودِ مَبْنِي -

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ بال اور ناخن لو اور انہیں میرے منہ اور آنکھوں اور سجدوں کی جگہوں میں رکھ دینا۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تبرکات کو راحت و تسکین سمجھ کر اپنی قبروں میں ساتھ لے جاتے ہیں۔ (المحرف الحسن)

(۱۳) ابو نعیم نے معرفۃ الصحابہ میں ادر و یلمیٰ نے مسند الفردوس میں وصیت فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد کو قمیص کا کفن دیا اور کچھ دیر ان کی قبر میں خود لیٹ کر آرام فرمایا۔ وجہ پوچھنے پر ارشاد فرمایا: اِنِّي اَلْبَسْتُهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثِيَابَ الْجَنَّةِ وَاصْطَبَعْتُ مَعَهَا فِي قَبْرِهَا لَا خَفَافَ عَنْهَا عَنْ صُعُطَةِ الْقَبْرِ۔ ہم نے اپنی چچی صاحبہ کو اپنی قمیص اس لئے پہنائی تاکہ ان کو جنت کا لباس پہنایا جاسکے۔ اور ان کی قبر میں اس لئے آرام فرمایا تاکہ انہیں تنگی قبر سے امن ملے۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لباس جنتی جوڑے حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور جس جگہ ان کا پاک قدم پڑ جائے وہاں آفات سے امن ہو جاتا ہے۔

(۱۴) مسلم شریف میں ہے: اِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَاءَهُ خَدَمُ الْمَدِينَةِ يَأْتِيهِمْ

فِيهَا الْمَاءُ فَمَا يَأْتُونَ بِآخَاءٍ لَا عَمِيسَ بَدَلٍ فِيهَا رَمْلٌ بَابُ اسْتِثْنَاءٍ فِي خَلْقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز فجر پڑھتے تھے تو مدینہ منورہ کے بچے بزموں میں پانی لے آتے تھے۔ معلوم ہوا کہ مدینہ والے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک کی برکت کو ہماروں کی شفا کا وسیلہ سمجھتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کو منع نہ فرماتے تھے۔ بلکہ اپنا ہاتھ شریف پانی میں ڈال دیتے تھے۔)

(۱۵) مسلم و بخاری شریف میں ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے: يَا أَيُّهَا النَّاسُ زَمَانٌ قَبِيحٌ وَافِئًا ذِكْرٍ مِنَ النَّاسِ يَتَّقُونَ هَلْ فِيكُمْ مِنْ صَاحِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبِيحٌ لَوْ لَعَنَ قَبِيحٌ لَعَنَ كَيْتُمْ (یعنی لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ وہ جہاد کریں گے پس کہیں گے کیا تم میں کوئی صحابی رسول اللہ بھی ہیں۔ جواب ملے گا۔ ہاں اس صحابی کے وسیلہ سے انہیں فتح نصیب ہوگی۔)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کے وسیلہ جہاد میں فتح نصیب ہوتی ہے اور ان کا وسیلہ پکڑنے کا حکم ہے اس حدیث میں تہ لبعین تیغ تالبعین کے وسیلہ کا ذکر بھی ہے۔ یعنی اولیاء اللہ کے توسل سے فتح و نصرت حاصل ہوتی ہے۔ (۱۶) بخاری شریف میں ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے: هَلْ تَنْصَرُونَ وَتُرْذَقُونَ إِلَّا بِضَعْفَائِكُمْ (مشکوٰۃ باب فضل الفقراء) تم کو نہیں فتح ملتی اور تمہیں رزق ملتا مگر ضعیف مومنوں کی برکت اور وسیلہ سے معلوم ہوا کہ فقراء کے وسیلہ سے بارش ہوتی ہے رزق ملتا ہے۔ فتح و نصرت نصیب ہوتی ہے۔)

(۱۷) ترمذی البدایہ و النہایہ وغیرہ میں ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

شفاعتی لَا هَؤُلَاءِ الْكِبَارُ مِنْ أُمَّتِي (مشکوٰۃ باب الشفاعت)

یعنی میری سفارشیں و شفاعت میری امت کے گناہ کبیرہ والوں کے لئے ہے۔
اس کی شرح میں شیخ عبدالحق لمعات میں فرماتے ہیں۔ اِی لَوْ ضَعَّ السَّيِّئَاتِ
وَأَمَّا الشَّفَاعَةُ لَوْ فَعَلَ الدَّرَجَاتِ فَلِكُلِّ مِنَ الْأَتْقِيَاءِ وَأَكَاوِلِيَاءِ یعنی
گناہگاروں کے لیے تو معافی دلانے کی سفارش ہوگی۔ لیکن درجات بلند
کمرانے کی شفاعت وہ ہر متقی اور ولی کے لیے ہے۔ معلوم ہوا کہ ہر قسم کا
مومن حضور علیہ الصلوٰۃ کے وسیلہ کا حائز ہے۔ بہت سے بدعمل لوگ بھی
حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے جنتی ہو جائیں گے۔ اور کوئی
ولی بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بے نیاز نہیں۔

(۱۸) ابن ماجہ میں ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ
(مشکوٰۃ باب الشفاعت)

یعنی قیامت کے دن تین گروہ شفاعت کریں گے۔ انبیاء، علماء، پھر
شہداء۔ لوگو! معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طفیل علماء۔
شہداء عام مسلمانوں کے لیے وسیلہ نجات ہیں۔

(۱۹) ترمذی۔ دارمی۔ ابن ماجہ میں ہے کہ فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
يَدْخُلُ الْجَنَّةَ شَفَاعَةُ رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَكْثَرُ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ۔
(مشکوٰۃ باب الشفاعت) یعنی میرے ایک امتی کی شفاعت سے بنی تمیم قبیلہ سے
زیادہ آدمی جنت میں جائیں گے۔

اس کی شرح مرقا میں بلا علی قاری فرماتے ہیں۔ قِيلَ الرَّجُلُ عُثْمَانُ
ابْنُ عَفَّانَ قِيلَ أَوَلَيْسَ قَرْنِي وَقِيلَ غَيْرُكَ۔

بعض علماء نے فرمایا وہ عثمان غنی ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ وہ شخص اویس قرنی ہیں۔ بعض نے کہا کوئی اور بزرگ ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُمتی بھی وسیلہ نجات ہیں۔

(۲۰) شرح سنن میں ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی جگہ تشریف لے جا رہے تھے۔ ایک اونٹ نے جو کھیت میں کام کر رہا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا اور منہ اپنا زانو سے پاک پر رکھ کر فریادی ہوا سرکارِ دو عالم نے اس کے مالک کو فرمایا کہ خَاتَمُ تَشْكِي كَثْرَةُ الْعَمَلِ وَقِلَّةُ الْعَلْفِ فَاحْسِنُوا إِلَيْهِ (مشکوٰۃ باب المعجزات) یہ اونٹ شکایت کرتا ہے کہ تم اس سے کام زیادہ دیتے ہو اور چار کم دیتے ہو۔ اس کے ساتھ بھلائی کرو۔ معلوم ہوا کہ بے عقل جانور بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع حاجات کے لیے وسیلہ جلتے ہیں۔ جو انسان ہو کر ان کے وسیلہ کا منکر ہو وہ اونٹ سے زیادہ بے عقل ہے۔

(۲۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طفیل سے ابولسب کے عذاب میں کچھ تخفیت ہوئی کیونکہ اس کی لونڈی ثویبہ نے حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا (بخاری شریف کتاب الرضاع)

معلوم ہوا کہ نبی کا وسیلہ ایسی نعمت ہے جس کا فائدہ ابولسب جیسے مردود نے بھی کچھ پالیا۔ مسلمان تو ان کا بندہ بے دام ہے۔

(۲۲) بخاری شریف کتاب الماحد میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حج کو جاتے ہوئے ہر اس جگہ نماز پڑھتے تھے۔ جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج کے موقع پر نماز پڑھی تھی یہ مقامات بخاری شریف نے بتائے بھی ہیں معلوم ہوا کہ جس جگہ بزرگ عبادت کرے وہ جگہ قبولیت کا وسیلہ بن جاتی ہے۔

بزرگان دین کے اقوال

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لیکر آج تک تمام مسلمانوں کا عقیدہ رہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق سے کیے وسیعہ عظمیٰ ہیں۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ سے اولیاء اللہ اور علما بھی وسیعہ ہیں۔ ہم صحابہ کرام کے قول اور عمل احادیث کے باب میں بیان کر چکے ہیں اب علما و اولیاء کے کلام کو سنو اور اپنا ایمان تازہ کرو۔
۱۔ حضور غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ اپنے قصیدہ مغنوثیہ میں اپنے خداداد اختیارات بیان فرما کر ارشاد فرماتے ہیں۔

وَحُلَّ وَكَلَّ كَلَّمَ فَتَهَّمُ وَارْتَفَعَتْ
عَلَى قَدَمِ النَّبِيِّ كَدَّرَ الْكَمَالَ

میں جو دنیا پر راج کر رہا ہوں اور میرے قبضہ میں زمین و زمان یکین و مکان ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر ولی کسی نہ کسی نبی کے نقش قدم پر ہوتا ہے اور اس کا منظر ہوتا ہے۔ میں نبیوں کے چاند رسولوں کے سراج حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہوں معلوم ہوا کہ حضور غوث پاک کی نگاہ میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی اہم چیز ہیں کہ انہیں سارے مراتب عالیہ اسی سرکار سے میسر ہوئے۔
(۲) اماموں کے امام یعنی امام عظیم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ قصیدہ نعمان میں فرماتے ہیں

أَنَا طَائِعٌ بِالْجُودِ بِمَنْكَ وَكَدَّرَ بِيْكَ
لَا بِيْ حَيْفَتَا فِي الْأَمَامِ لِسَوَاكَ

یا رسول اللہ میں حضور کی عطا کا امید دار ہوں اور مخلوق میں ابو حنیفہ کے لیے آپ کے سوا کوئی نہیں۔ معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا وسیعہ مانتے ہیں۔

(۳) امام بو صیری رضی اللہ عنہ قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں۔ اور

منقول بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہو چکا ہے۔
 وَمَنْ تَكُنْ بِمَنْوَلِ اللَّهِ لَضَرَّتْهُ اِنْ قُلْتُ اَلَا سَدَّ فِيْ اَجَامِهَا بَحْمٌ
 یعنی جس کی مدد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قربادیں وہ شیروں سے بھی
 بچ جاتا ہے معلوم ہوا کہ یہ بزرگ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر نصیبت
 کے دفع کا وسیلہ مانتے ہیں۔

(۴) حضرت شیخ سعدی قنبرازی قدس سرہ اپنی کتاب بوستان میں فرماتے
 ہیں۔

نشینم کہ در روز امید و بیم بڑاں را بہ نیکال بہ بخشد کریم
 یعنی میں نے سنا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نیکوں کے وسیلہ سے بڑوں
 کو بخش دیکھا۔ معلوم ہوا کہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ علماء و صالحین کے
 وسیلہ سے گنہگاروں کی مغفرت مانتے ہیں۔

(۵) شیخ عطار فرید الدین قدس سرہ پندرہ عطار میں فرماتے ہیں۔
 آنکہ آمد نہ فلک معراج او ابدیاء و اولیاء محتاج او
 یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہ شان والے ہیں کہ تو اسمانوں کی معراج
 فرمائی اور تمام نبی ولی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حاجت مند ہیں۔ معلوم ہوا
 کہ شیخ عطار قدس سرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب نبیوں اور ولیوں کا وسیلہ
 مانتے ہیں۔

(۶) مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
 اگر نام محمد را نہ آورے فقہیج آدم نہ آدم یلفنے توبہ نوح از غرق نجبتنا
 اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے وسیلہ سے حضرت آدم علیہ السلام
 توبہ نہ کرتے تو ان کی توبہ بھی قبول نہ ہوتی۔ اگر حضرت نوح علیہ السلام حضور علیہ

علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وسیلہ نہ پکڑتے تو غرق سے نجات نہ پاتے معلوم ہوا کہ مولانا جامی علیہ الرحمۃ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول دعا کا اور آفات سے بچنے کا وسیلہ سمجھتے ہیں۔

(۷) مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ العزیز اپنی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں
اسے بسا در گور خفته خاک وار بہ ز صد اجاء برفع و انتشار
سایہ اولود و خاکش سایہ مند صد ہزار ال زندہ و سایہ سے اند
بہت سے قبروں میں سونے والے بندے ہزاروں زندوں سے زیادہ نفع
پہنچاتے ہیں ان کی قبر کی خاک بھی لوگوں پر سایہ نکلن ہے لاکھوں زندے ان
قبر والوں کے سایہ میں ہیں معلوم ہوا کہ مولانا قدس سرہ اللہ تعالیٰ کے پیارے
بندوں کو وفات کے بعد زندوں کا وسیلہ مانتے ہیں۔

(۸) درود تاج شریف جو تمام اولیاء و علماء کا ورد و طبقہ ہے اس میں
ہے وسیلتنا فی الدّٰین۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت میں ہمارے
وسیلہ ہیں۔

(۹) مثنوی شریف میں مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ فرماتے ہیں
پیرا نگیزیں کہ بے پیرا میں سفر ہست بس پیر آفت و خوف و خطر
بچوں گرفتاری پیر میں تسلیم شو ہچو موسیٰ زیر حکم خضر رو
گر چہ کشتی بے کشت نہ و دم مزن گر چہ طفل را کشد تو موم کن
یعنی پیر پکڑ لو۔ کیونکہ آخرت کا سفر بغیر پیر کے بہت خطرناک ہے۔
اور جب پیر اختیار کرو تو اس کے تابع فرمان جاؤ جیسے موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ
السلام کے کہ اگر پیر کشتی کو ٹوڑے تو دم نہ مارو۔ اگر بچہ کو بلا قصور قتل کر دے تو
اعتراف نہ کرو۔ معلوم ہوا کہ پیر کا وسیلہ پکڑنا مولانا کے نزدیک لازم ہے۔

(۱۰) شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-
 مینہ رار سعدی کہ راہ صفا تو ان یافت جز در پئے مصطفیٰ
 اے سعدی یہ خیال بھی نہ کرنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بغیر
 تم راہ ہدایت پاسکو گے یعنی ایمان لانے اور اعمال کرنے کے بعد بھی حضور
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ کی ہر جگہ ضرورت ہے۔
 (۱۱) حنفیوں کے معتبر عالم ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب نزہۃ الخاطر
 الفاظ فی ترجمہ شیخ عبدالقادر صفحہ ۱۱ میں فرماتے ہیں کہ حضور غوث پاک نے
 فرمایا مَنْ اسْتَعَاثَ بِي فِي كُرْبَةٍ كَسَفَتْ عَنْهُ وَمَنْ خَادَانِي بِاسْمِي
 فِي مُشَدَّةٍ فَسَجَّتْ عَنْهُ وَمَنْ تَوَسَّلَ بِي إِلَى اللَّهِ فِي حَاجَتِهِ
 فَصَبَّتْ۔ یعنی جو کوئی مصیبت میں مجھ سے مدد مانگے تو وہ مصیبت
 دور ہوگی اور جو کوئی تکلیف میں میرا نام لے کر پکائے تو تکلیف
 رفع ہوگی۔

اس کے بعد مولانا علی قاری نماز غوثیہ کی ترکیب بہت کر
 فرماتے ہیں :-
 اس کا بار بار تجربہ کیا گیا۔ صحیح ثابت ہوا۔ ملا علی قاری حضور
 غوث پاک کا وسیلہ پکڑ کر فرماتے ہیں کہ درست ہے اور حضور غوث
 پاک اپنا وسیلہ پکڑنے کا حکم دیتے ہیں۔ یہ ملا علی قاری دہ
 بزرگ ہیں جن کو دیوبندی دہلابی بڑے زور شور سے مانتے ہیں۔
 (۱۲) شامی شریف کے مقدمہ میں ہے کہ امام شافعی علیہ الرحمۃ
 فرماتے ہیں :-

إِنِّي لَا تَبْرَكَ بِإِيَّايُ حَنِيفَةً وَأَجِيءُ إِلَى قَبْرِهِ فَإِذَا عَرَضَتْ

لِي حَاجَةً صَلَّيْتُ دَعَوْتَيْنِ وَسَأَلْتُ اللَّهَ عِنْدَ قَبْرِ
فَتَقَضَى سِرِّيًّا -

یعنی میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی قبر سے برکت حاصل کرتا ہوں
اور ان کی قبر پر آتا ہوں۔ جب مجھ کو کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے۔
تو میں دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر
کے پاس کھڑے ہو کر رب سے دعا کرتا ہوں۔ تو فوراً حاجت پوری ہو
جاتی ہے۔ مذہب کے اتنے بڑے امام یعنی امام شافعی رضی اللہ عنہ
امام اعظم رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کو وسیلہ کو کہا بنا کر سفر کر کے
وہاں آتے ہیں۔ اور ان کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں۔

(۱۳۱) حصن حصین شریف کے شروع میں آداب دعا ارشاد فرماتے
اس میں بحوالہ بخاری و بزار دعا کا ایک ادب یہ بیان فرمایا۔

وَأَنْ يَتَوَسَّلَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى بِأَلَاءِ نَبِيِّهِ وَالصَّالِحِينَ
مِنْ عِبَادِهِ -

یعنی دعا مانگے انبیاء عا وراہیک نیک بندوں کے وسیلہ سے۔ معلوم
ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کا نام دعا کی قبولیت کا وسیلہ ہے۔

(۱۳۲) اس کی شرح میں شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خصوصاً
حضرت سید المرسلین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کہ جب
قبول بطفیل دے اکثر و اتھم داؤ فریاد اکمل است و فعل انبیاء مرسلین و
سیرت سلف صالحین است۔

یعنی خصوصیت سے حضرت سید المرسلین محبوب رب العالمین صلی
اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرے کہ اس میں قبولیت بہت

زیادہ ہے اور گزشتہ پیغمبروں اور بنہ رگوں کی یہ سنت ہے۔ اس
حجہ شیخ عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ
کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل سے قبول ہوئی
(۱۵) اس کی شرح الحزب الوصلین میں ملا علی قاری فرماتے ہیں

مِنَ الْمُنَادِيَاتِ يَعْنِي وَسِيلَهُ مُسْتَحَبٌّ هُوَ -

(۱۶) فقہا فرماتے ہیں کہ استسقا یعنی بارش مانگنے کی نماز میں جب
جائیں تو شیر خوار بچوں کو ماؤں سے علیحدہ کر دیں اور جانوروں کو ساتھ
لے جائیں کہ ان کے وسیلہ سے دعا ہو اور بارش ہو دیکھو حاجتگیری شامی
جوہر وغیرہ -

دیکھو بارش مانگنے کے لیے جانوروں اور بچوں کا وسیلہ اختیار
کیا گیا -

(۱۷) سلطان محمود غزنوی جب سومنات کے حملہ میں گھر گیا تو آپ
نے شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے جہتہ کو سامنے رکھ کر دعا کی -
کہ مولانا اس کے وسیلہ سے فتح دے - اور ایسی فتح پائی کہ آج
تک مشہور ہے -

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا جہتہ اسی لیے دیا تھا - جو
وسیلہ ثابت ہوا -

اقوال مخالفین

دیوبندیوں کے پیشوا بھی وسیلہ پر عقیدہ رکھتے تھے
ہم وہ بھی پیش کرتے ہیں

(۱) مولوی انشرف علی صاحب تھانوی اپنی کتاب نبل الشفاء منجیل مصطفیٰ میں فرماتے ہیں کہ فی زمانہ کثرت معاصی کی وجہ سے ہم پر بیلیات کا ہجوم ہے اور دل و زبان کی کیفیت خراب ہونے کی وجہ سے تقویہ استغفار قبول نہیں ہوتی۔ البتہ اگر کوئی وسیلہ قوی ہو تو اس کی برکت سے حضور قلب بھی میسر ہو سکتا ہے اور امید قبول بھی ہے۔ منجملہ ان وسائل کے بہ تجربہ بزرگان نقشہ فعل مقدسہ حضور سرور عالم فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت قوی البرکات اور سریع الانثر یا گیا ہے۔ غور کیجئے مولوی صاحب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم شریف کے نقشہ کو جو ہم خود کھینچ لیتے ہیں۔ قبول دعا کے لیے بہترین وسیلہ بتایا۔ تو جس شہنشاہ کے جو توں شریف کا نقشہ قبول دعا کا وسیلہ ہے۔ تو خود فعل شریف کیسا وسیلہ ہوگا اور پھر اس جو تہ شریف کو پہننے والا اللہ کا پیارا معراج والا تخت و تاج والا کس درجہ کا وسیلہ ہوگا۔ بے کسوں کا کس ہے اور بے کسوں کا بس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(۲) یہ ہی مولوی اشرف علی صاحب اپنی اسی کتاب میں اسی نقشہ ثعلین مبارک سے وسیلہ پکڑنے کا طریقہ بول بیان کرتے ہیں :

اس نقشہ کو باادب اپنے سر پر رکھے اور بتصریح تمام جناب باری میں عرض کرے کہ الہی ! جس مقدس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشہ ثعل شریف کو سر پر لپے ہوئے ہوں ان کا ادنیٰ درجہ کا غلام ہوں۔ الہی اسی نسبت غلامی پر نظر فرما کر برکت اسی نقشہ ثعل شریف کے میری فلاح حاجت پوری فرما۔ پھر فرماتے ہیں ”پھر سر پر سے اتار کر اپنے چہرے پر ملے اور اس کو بہت سے بوسے دے۔“

(۳) یہ ہی مولوی اشرف علی صاحب اسی کتاب میں اسی نقشہ ثعلین شریف کی برکات اس طرح بیان کرتے ہیں ”اسی نقشہ کی آزمائی ہوئی برکت یہ ہے کہ جو شخص تبرکاً اس کو اپنے پاس رکھے۔ ظالموں کے ظلم سے دشمنوں کے غلبہ سے شیطان سرکش سے۔ حاسد کی نظر بد سے امن و امان میں رہے مگر حاملہ عورت دروزہ کی شدت میں اس کو اپنے دامن ہاتھ میں رکھے۔ بفضلہ تعالیٰ اس کی مشکل آسان ہو جائے۔“ الخ

موجودہ دیوبندی حضرات اپنے پیشوا مولوی اشرف علی صاحب کی عبارتیں غور سے پڑھیں اور سوچیں کہ مولوی صاحب مذکور نے کس دھڑے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ثعل شریف کے نقشہ کو وسیلہ مانا ہے اور لوگوں کو اس کا حکم دیا ہے۔ بلکہ آخر کتاب میں فرماتے ہیں ”اور اس کو وسیلہ برکت سمجھیں۔“ کتاب کے آخری صفحہ پر اسی ثعل شریف کا نقشہ کھینچ کر دکھایا ہے۔

(۴) مولوی اشرف علی صاحب کے خلیفہ مولوی عبد المجید صاحب نے

مناجات مقبول کے آٹھوں حزب میں جس کا انہوں نے اضافہ کیا ہے یہ
اشعار لکھے ۷

ہیں جو تیرے بندۂ خاص اے غنی مولوی اشرف علی تھانوی
اس کے صدقہ میں دعا مقبول کر یہ مناجات انجا مقبول کر
دیکھئے ! اپنے پیر کے توسل سے دعا قبول کرا رہے ہیں۔ یہ ہے
پیر کا وسیلہ !

(۵) مولوی محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند قصائد قاسمی میں نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں :
تیرے بھروسہ پہ کھتا ہے غرور طاعت گناہ قاسم برگشتہ نجات برطوار
جو تیری ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھ گیا بنے گا کون ہمارا سوار
دیکھو ! مولوی محمد قاسم صاحب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھروسہ رکھتے ہیں
اس سے بڑھ کر وسیلہ کیا ہو سکتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں ۷

براہوں بدہوں گنگارہوں پر تیرا ہوں ترا کہیں ہیں مجھے گو کہ ہوں میں ناہنجار
(۶) مولوی اسماعیل صاحب صراط مستقیم دوسری ہدایت میں صفحہ ۷۰ میں فرماتے
ہیں اور حضرت مرفی رضی اللہ عنہ کے لیے یحییٰ پر بھی ایک گونہ فضیلت حاصل
ہے اور وہ فضیلت آپ کے فرمانبرداروں کا زیادہ ہونا اور مقامات ولایت و
قطیبت بلکہ قطیبت و غوثیت و ابدانیت اور انہیں جیسے یا فی خدمات آپ کے
زمانہ سے لیکر دنیا کے ختم ہونے تک آپ ہی کے وساطت سے ہوتے ہیں اور
بادشاہوں کی بادشاہت اور امیروں کی امارت میں آپ کو وہ دخل ہے جو عالم ملکوت اور
کی سیر کر نبیوں پر مخفی نہیں اسی عبارت میں مولوی صاحب نے فرمایا کہ حضرت علی
مرفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے دنیا کی نعمتیں جیسے بادشاہت و امارت

اور آخرت کی نعمتیں جیسے ولایت و غوثیت سب کو ملتی ہیں۔

(۷) مولوی اشرف علی صاحب اپنی کتاب شیم الطیب ترجمہ شیم الجلیب میں حسب ذیل اشعار تحریر فرماتے ہیں :

دشگیری کیجئے میری بنی ! کشمکش میں ہوں تم ہی میرے ٹلی
جڑ تھامے ہے کہاں ہے میری پناہ فوج کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی
ابن عبد اللہ ! زمانہ ہے خلاف اے مرے مولا خیر لیجے مری
اسی کتاب میں مولوی صاحب ثنوی شریف کا یہ شعر بھی نقل کرتے ہیں :
نام احمد چوں حصائے شد حصین پس چہ باشد ذات آل روح الامین
یعنی جب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ وسلم کا مبارک نام مضبوط قلعہ
ہے تو اس روح الامین کی ذات مبارک کیسی ہوگی۔

(۸) شاہ ولی اللہ صاحب کشف قبر کے عمل میں تحریر فرماتے ہیں بعد از دفن
کرہ طواف کند۔ دوران تکبیر بخواند و آغا ناز راست کند و بعدہ بطرف چپ رخسار
رہند اس کے بعد قبر کا سات چکر طواف کرے اور اس طواف میں تکبیر کے دائیں
سے شروع کرے بعد میں قبر کی بائیں طرف اپنا رخسار رکھے۔

اس عبارت کو مولوی اشرف علی تھانوی نے کتاب حفظ الایمان میں نقل
فرمایا اس عمل کے جائز ثابت کرنے کی کوشش کی۔

ان مذکورہ بالا عبارات سے پتہ لگا کہ بزرگوں کی ذات تو بہت اعلیٰ ہے
ان کا نام بلکہ ان کی قبروں کی مٹی بھی وسیلہ ہے۔

(۹) شاہ ولی اللہ صاحب القول الجمیل میں مرید کرنے کا طریقہ بیان
کرتے ہوئے فرماتے ہیں : تَسْمَعُوا الشَّيْخَ هَاتَيْنِ الْاَيْتِيْنِ : يَا
اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا الْوَسِيْلَةَ اَنْ يَّخْرِجَ بِكُمْ مَّرْشِدًا

کرتے وقت یہ دو آیتیں پڑھے : پہلی آیت یہ ہے : **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ** اور دوسری آیت **وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ**۔

اس کی اردو شرح میں مولوی خرم علی صاحب دہلوی کہتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے اس حاشیہ میں لکھا ہے کہ دوسری آیت **وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ** میں وسیلہ سے مراد مرشد کی بیعت ہے۔ آگے کہتے ہیں کہ ممکن نہیں کہ وسیلہ سے مراد ایمان لیجئے۔ اس واسطے کہ خطاب اہل ایمان سے ہے۔ چنانچہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا** اس پر دلالت کرتا ہے اور عمل صالح مراد نہیں ہو سکتا کہ وہ تقوا اللہ میں داخل ہے۔ اس واسطے کہ تقویٰ عبادت ہے امتثالِ اِمر اور اجتنابِ نہی سے اس واسطے کہ قاعدہ عطف کا مغایرت میں المعطوف والمعطوف علیہ۔ اس عبارت میں صاف ظہر پر مان لیا کہ **وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ** میں وسیلہ سے مراد نہ ایمان کا وسیلہ نہ اعمال بلکہ مرشد کا وسیلہ مراد ہے ورنہ معطوف و معطوف علیہ کا فرق نہ ہو گا۔

(۱۰) مولوی محمود حسن صاحب دیوبندیوں کے شیخ النہا اپنے مرشد مولوی رشید احمد صاحب کے مرثیہ میں لکھتے ہیں :
خواجہ دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم ہمارے

گیارہ قبلہ حاجاتِ روحانی و جسمانی ؟
خدا ان کا مُربی و مربی تھے حقائق کے

مرے مولے مرے یاد دی تھے بیشک شیخ ربّانی
مولوی صاحب اپنے مرشد کو جسمانی و روحانی حاجت روا اور انہیں خلقت کا مربی مانتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر وسیلہ کیا ہو سکتا ہے ؟

عقلی دلائل

عقل کا بھی تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے

حسب ذیل دلائل سے :

(۱) رب تعالیٰ غنی اور سب فقیر، جیسا کہ ارشاد تبارک و تعالیٰ ہے۔ اَللّٰهُ غَنِیٌّ وَ اَتَتْهُ الْفُقَرَاءُ اور وہ غنی ہمیں بغیر وسیلہ کے کوئی نعمت نہیں دیتا۔ مال باپ کے وسیلہ سے جسم دیتا ہے استناؤ کے ذریعہ علم۔ پر کے ذریعہ سے ایمان۔ مالداروں کے ذریعہ سے موت۔ فرشتہ کے ذریعہ سے شکل۔ ملک الموت کے ذریعہ سے موت۔ غرضیکہ کوئی نعمت بغیر وسیلہ نہیں دیتا۔ تو ہم فقیر و محتاج ہو کر بغیر وسیلہ کے اس سے کیسے لے سکتے ہیں۔ وہ دانا اور غنی اور ہم منگتے اور فقیر اگر ہم نے بغیر وسیلہ اس سے لے لیا تو اس سے بڑھ گئے (۲) دنیا دنی اور تھوڑی ہے۔ آخرت اعلیٰ اور زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ اور فرماتا ہے وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَّ اَلْبَقٰی۔ جب دنیا فقیر چیز بغیر وسیلہ ہمیں ملتی تو آخرت جو دنیا سے اعلیٰ ہے بغیر وسیلہ کیونکر مل سکتی ہے۔ اس لیے قرآن و ایمان دینے کے لیے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

(۳) ہمارے اعمال کی مقبولیت مشکوک ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اولیاء اللہ کی مقبولیت یقینی ہے۔ جب مشکوک اعمال وسیلہ بن سکتے ہیں تو یقینی طور پر مقبول بتدریج بدرجہ اولیٰ وسیلہ ہیں۔

(۴) اعمال صالحہ وسیلہ ہیں رب سے ملنے کا۔ اور اعمال کا وسیلہ انبیاء

اولیاء علماء۔ تو یہ حضرات وسیلہ کے وسیلہ بنتے اور وسیلہ کا وسیلہ بھی وسیلہ ہے۔ لہذا یہ حضرات بھی وسیلہ ہیں۔

(۵) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تین سو سال تک خانہ کعبہ میں بیت رکھے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست اقدس سے کعبہ پاک وصاف کیا گیا ہے تاکہ معلوم ہو کہ کعبہ معظمہ جو خدا تعالیٰ کا گھر ہے، وہ بھی بغیر وسیلہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاک نہ ہو سکا۔ تو تمہارے دل بغیر اس ذات کریم کے وسیلہ کے ہرگز پاک نہیں ہو سکتے۔

(۶) اسلام میں پہلے بیت المقدس قبلہ تھا۔ پھر حضور سرکارِ دو عالم کی خواہش پر کعبہ معظمہ قبلہ بنا تاکہ معدوم ہو کہ وہ قبلہ جو ہزاروں عبادات کی صحت کا وسیلہ ہے وہ بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلہ نہ بن سکا۔ لہذا تمہارا کوئی کام بغیر وسیلہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مقبول نہیں ہو سکتا۔

(۷) رب فرماتا ہے وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ۝ بچھوں کے ساتھ رہو اور سارے سچے اولیاء علماء وسیلہ کے قابل رہے لہذا وسیلہ کا ماننا ہی سچا راستہ ہے۔

(۸) شیطان نے ہزاروں برس بغیر وسیلہ والی عبادات کیں۔ مگر وہ وسیلہ والا ایک سجدہ نہ کیا تو مردود ہو گیا۔ لہذا کہ نے وسیلہ والا سجدہ کر کے محبوبیت پائی۔ معلوم ہوا کہ وسیلہ والی عبادت تھوڑی بھی ہو تو بھی مقبول یا رگاہ الہی ہے۔

(۹) قیامت میں سب سے پہلے تلاش وسیلہ کی ہوگی پھر دوسرے کام۔ یعنی بغیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کے رب تعالیٰ کوئی کام شروع بھی نہ فرمائے گا۔ تاکہ معلوم ہو کہ آخرت میں ہماری عبادتیں

ختم ہو جائیں گی۔ مگر وسیلہ بڑانا وہاں بھی باقی ہے۔
 (۱۰) اگر بغیر وسیلہ عبادات درست ہوتیں تو کلمہ طیبہ میں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے بعد مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ نہ ہوتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ توحید بھی وہی معتبر ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے مافی جاسے عقلی توحید کا اعتبار نہیں۔ کلمہ طیبہ کے پہلے جز میں توحید ہے اور دوسرے جز میں وسیلہ توحید۔

(۱۱) نماز انتحیات سے اور درود شریف سے مکمل ہوتی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یا برکات نام کے بغیر نماز بھی نہیں ہوتی۔ جو اصل عبادت ہے۔

(۱۲) قبر میں مردہ سے نین سوال ہوتے ہیں۔ پہلا سوال توحید کا۔ اور دوسرا دین کا۔ مگر ان دونوں سوالوں کے جواب درست دینے پر بھی بندہ کامیاب نہیں ہوتا اور جنت کی کھڑکی نہیں کھلتی۔ سوال تیسرا یہ ہوتا ہے۔ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي حَقِّ هَذَا الرَّجُلِ تَوَاسَّ كَالِي زَلْفُول دالے ہرے گنبد والے محبوب کو کیا کہتا تھا؟ دیکھتے تیرے سامنے جلوہ گر ہیں۔ حضور کا فرما تیرا بندہ جواب دیتا ہے کہ یہ میرے رسول میرے نبی ہیں اور میں ان کا امتی ہوں۔

میکرو! پہچانتا ہوں ان کو یہ میرے مولا یہ میرے آقا
 مگر تم ان سے تو پوچھو اتنا یہ مجھ کو اپنا بتا رہے ہیں
 تب بندہ پاس ہوتا ہے اور آواز آتی ہے۔ صَدَقَ عِبْدِي
 اُتَتْخَوَالِمَا بَابًا مِّنَ الْجَنَّةِ۔ میرا بندہ سچا ہے اس کے لیے جنت کا دروازہ کھول دو۔

معلوم ہوا کہ وسیلہ کے بغیر قبر میں بھی کامیابی نہیں ہوتی۔ دہاں اعمال کا ذکر نہیں ہوتا۔ اعمال کا ذکر تو قیامت میں ہوگا۔

(۱۳) دنیا آخرت کا نمونہ ہے کہ یہاں سے حالات دیکھ کر دہاں کا پتہ لگاؤ۔ کہ ایسے ہی دہاں بھی ہوگا۔ اس لیے قرآن کریم میں دنیا کے حالات سے آخرت پر استدلال کیا گیا ہے۔ دنیا میں اصل فیض دینے والا ایک ہوتا ہے۔ اور اس سے پہلا فیض لینے والا بھی ایک ہی ہوتا ہے۔ پھر وسیلہ کے ذریعہ یہ فیض اور ملتا ہے۔ بادشاہ ایک۔ اس کا وزیر ایک۔ پھر حکام کے ذریعہ اس کے احکام رعایا تک پہنچتے ہیں۔ سوچ ایک اس کا وزیر اعظم چاند بھی ایک پھر اس سے فیض لیتے ہیں بے شمار تارے۔ درخت کی جڑ ایک اور اس کا تنہ ایک پھر گڑے چند اور شاخیں سینکڑوں اور پتے ہزاروں۔ ان ہزاروں پتوں میں جڑ کا فیض نئے اور گڑوں اور شاخوں کے وسیلہ سے پہنچتا ہے۔ انسان کا دل جو گویا جسم کا بادشاہ ہے وہ ایک اس دل کا وزیر اعظم جگر ایک۔ پھر بہت سی رگیں وسیلہ کے طور پر جسم میں پھیلی ہوئی ہیں۔ جن سے جسم کا ہر حصہ دل کا فیض لیتا ہے۔

پس اس طرح رب تعالیٰ شہنشاہ اعلیٰ احکم الحاکمین ایک اور محبوب اعظم حضور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک۔ جو رب تعالیٰ سے فیض لیتے ہیں۔ پھر اولیاء۔ علماء وسیلہ کی طرح عالم میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جن کے ذریعہ رب کا فیض عالم کے ذرہ ذرہ میں پھیل رہا ہے۔ ان وسائل کو چھوڑنے والا رب کا فیض حاصل نہیں کر سکتا۔

(۱۴) جب کمزور قوی سے فیض لینا چاہے تو درمیان میں ایسے وسیلہ

کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو قوی سے فیض لینے اور کمزوروں کو فیض دینے پر قادر ہو۔ اگر روٹی کو گرم کرنا ہے تو درمیان میں توبے کی ضرورت ہے۔ اور اگر سوُج کو دیکھنا ہے تو بیچ میں اس ٹھنڈے شیشہ کی ضرورت ہے جو سوُج کی تیز شعاعوں کو ٹھنڈا کر کے آنکھ کے دیکھنے کے قابل بنادے۔ اللہ تعالیٰ قوی ہے۔ اِنَّ اللہَ قَوِیُّ عَزِیْزٌ ۝ اور تمام بندے کمزور اور ضعیف مخلوقِ اِنْسَانٌ ضَعِیْفٌ ۝ ناممکن تھا کہ کمزور اور ضعیف بندہ بلا واسطہ غالب قوی رب سے فیض لے لیتا۔ روٹی تار سے بلا واسطہ فیض لینے سے مجبور و معذور ہے۔ تو ہم کمزور نور مطلق سے فیض لینے سے معذور ہیں اسی لیے خالق و مخلوق۔ رب و مرلوب کے درمیان ایک ایسے برزخ کبریٰ کی ضرورت تھی۔ جو رب سے فیض لینے اور مخلوق کو فیض دینے پر قادر ہو۔ ادھر رب اعلان کرے وَ مَا یُنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحٰی۔ نبی کا کلام رب کا فرمان ہوتا ہے ادھر وہ برزخ کبریٰ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ ۝ یُّشَکِّکُمْ کہہ کر بندوں کو اپنی طرف مائل فرمائے کہ اے لوگو گھبراؤ نہیں۔ میں تم جیسا ہی بشر ہوں۔ فرشتہ یا جن وغیرہ کی جنس سے نہیں ہوں۔ اسی وسیلہ عظمیٰ کا نام محمد مصطفیٰ ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۝

ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل

خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرفِ مشدّد کا

(۱۵) اگر اللہ تعالیٰ کے بندوں کا وسیلہ پکڑنا پڑا اور ناجائز ہے تو نماز

بھی منع ہونی چاہیئے۔ کیونکہ بالغ مردہ کے لئے ہم وسیلہ بن کر دُعا کرتے ہیں۔ کیونکہ بالغ مردہ کے لیے ہم وسیلہ بن کر دعا کرتے ہیں :-

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيَّتِنَا وَمَيِّتِنَا أَوْرِنَا بِالْخَيْرِ مُرَدِّهِ كَوْهَمِ إِيْنَا وَسِيلَهُ بِنَاتِهِ هِن
اور دُعا کرتے ہیں : اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا أَجْدًا وَ ذُخْرًا وَجَعَلْهُ
لَنَا شَفَاعًا وَ مُنْقَعًا ۔

خدا یا! اس بچہ کو قیامت میں ہمارا پیش رو بنا کہ ہمیں جنت میں
لے جاوے اور ہمارے لیے ثواب کا وسیلہ اور نیکی کا ذخیرہ بنا۔
اور اسے ہمارا سفارشچی بنا۔ نماز جنازہ وسیلہ پر ہی قائم ہے۔
(۱۶) مسجد نبوی شریف میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار ہے کیوں؟
کیا دوسری مسجدیں خدا کا گھر نہیں ہیں؟ صرف اسی لیے یہ ثواب بڑھا
کہ اس میں حضور مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آرام
فرما رہے ہیں۔ اسی طرح مسجد بیت المقدس میں کئی ہزار پیغمبر جلوہ گر
ہیں۔ کعبہ میں بھی ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ۔ اس لیے کہ وہ حضور
پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام پیدائش ہے اور وہاں بیت اللہ۔
چاہہ زمرم اور مقام ابراہیم ہے۔ ان کے وسیلہ سے ثواب زیادہ ہو گیا
وسیلہ والی عبادت کا درجہ زیادہ ہے۔

(۱۷) اور مسجدوں میں پہلی صف کا درجہ زیادہ۔ مگر مسجد نبوی میں
تیسری صف کا ثواب بڑھ کر۔ اور مسجدوں میں صف کا داہنا حصہ افضل
مگر مسجد نبوی شریف میں صف کا بائیں حصہ افضل۔ کیوں؟ اس لیے
کہ تیسری صف روضہ شریف سے قریب تر ہے اور روضہ پاک مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کی بائیں طرف ہے۔ جیسے جسم میں دل۔ اب
بائیں طرف کھڑے ہونے میں روضہ پاک سے زیادہ قریب ہو گا اور
جنتا زیادہ قریب اتنا ثواب زیادہ۔ معلوم ہوا کہ حضور کی ذاتِ بابرکات

مقبولیت کے لیے وسیلہ عظمیٰ ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
 (۱۸) بزرگوں کا وسیلہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب یہ ایسے
 مسائل ہیں جن کے مسلمان تو کیا۔ کفار منافقین بلکہ جانور بھی قائل تھے۔
 دیکھو فرعون پر جب عذاب آتا تھا تو موسیٰ علیہ السلام سے دعا کرتا تھا۔
 ابو جہل وغیرہ کفار قحط اور دیگر مصیبتوں میں حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ
 وسلم کے پاس دعا کے لیے آتے تھے۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔
 وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الشَّاحِرُ دُخِّنَا رَبَّكَ يَكْثِفُ عَنَّا الْعَذَابَ
 فرعون نے ڈوبتے وقت کہا۔ اَمْنْتُ بِرَبِّ مُوسَى وَهَارُونَ۔ جانور
 مصیبت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فریاد لاتے تھے۔ وہ سمجھتے
 تھے کہ فریاد رس ہی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(۱۹) اگرچہ ریل ساری لائن سے گزرتی ہے مگر ملتی اسٹیشن پر ہی ہے۔
 ایسے ہی رب کی رحمت کے اسٹیشن انبیائے کرام اور اولیائے عظام ہیں۔
 اس لیے ان کے پاس جاؤ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَكَوْنُكُمْ إِذْ ظَلَمْتُمْ
 أَنْفُسَكُمْ جَاءُوكَ الْخَبِيْثَ یہی وسیلہ ہے۔

(۲۰) بادشاہ کی خاطر عمدہ جگہ، اعلیٰ ہوا اور دیگر تکلفات کا انتظام ہوتا
 ہے جو بادشاہ کے پاس آکر بیٹھ جاوے تو وہ بھی ان چیزوں سے فائدہ
 اٹھالیتا ہے۔ ایسے ہی جہاں اللہ تعالیٰ کے پیارے ہوتے ہیں وہاں رب
 کی رحمت کے پنکھے چلتے ہیں۔ جو ان کی بارگاہ میں اخلاص سے حاضر ہو
 جاوے وہ بھی اس سے فائدہ اٹھالیتا ہے۔ یہی وسیلہ ہے۔ اسی لیے بزرگوں
 کے مزارات کے پاس گنہ گار اپنی قیڑیں بنواتے ہیں۔ مسجدیں تیار کرتے ہیں۔
 وہ عبادات کرتے ہیں تاکہ ان کی طفیل بخشش ہو اور نماز زیادہ قبول ہو۔

(۲۱) اگر معمولی کام کا تعلق پیغمبر سے ہو جاوے تو اچھا بن جاتا ہے اور اگر اچھے کام کا تعلق پیغمبر سے نہ ہو تو بُرا ہو جاتا ہے۔ نفس اور نام کے لیے لڑنا فساد کہلاتا ہے اور حضور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے لیے لڑنا جہاد کہلاتا ہے۔ فساد گناہ اور جہاد اعلیٰ عبادت ہے۔ قایل اور یوسف علیہ السلام کے بھائیوں سے قریباً ایک قسم کا قصور ہوا۔ لیکن قایل کے قصور کی بنا عورت کی محبت تھی اور ان کے قصور کی بنا نبی کی محبت پر۔ یہ چاہتے تھے کہ یوسف علیہ السلام کو علیحدہ کراؤ تو حضرت یعقوب علیہ السلام ہم سے محبت کریں گے۔ لہذا نتیجہ میں یہ فرق ہے کہ قایل قایل تو مرد و دمرا۔ اور یہ لوگ محبوب بن گئے۔ کہ انہیں تاروں کی شکل میں حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب میں دیکھا۔ معلوم ہوا کہ وہ بیلہ پیغمبر اعلیٰ چیز ہے۔



دوسرا باب

وسیلہ اولیاء اللہ پر اعتراضات جوابات

ساری اُمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتفاق ملے کہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کا وسیلہ پکڑا جائے۔ جیسے پہلے باب میں گزر چکا ہے مگر اب آخر زمانہ میں ایک ملحد ابن تیمیہ اور اس کے شاگرد ابن قیم نے وسیلہ اولیاء اللہ کا انکار کیا۔ علمائے دین نے ابن تیمیہ کو گمراہ اور گمراہ کن فرمایا ہے۔ موجودہ زمانہ کے دہلوی دیوبندی ابن تیمیہ کی پیروی میں وسیلہ کے منکر ہو گئے اب چونکہ اسی مسئلہ پر زور ہے۔ اس لیے ہم اس باب میں ان کے تمام ان دلائل کا جواب دیتے ہیں جو اب تک وہ پیش کر سکے ہیں۔ بلکہ عام دہلوی دیوبندیوں کو یہ اعتراضات معلوم ہی نہیں ہوتے جو ہم ان کی وکالت میں بنا کر جواب دیتے ہیں رب تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

بعض دیوبندی تو وسیلہ اولیاء اللہ کے مطلقاً منکر ہیں۔ اور بعض وفات یافتہ بزرگوں کے وسیلہ ہونے کے منکر ہیں اور زندہ ولیوں کے وسیلہ کے قائل ہیں ہم دونوں کے دلائل اور جواب عرض کرتے ہیں :

۱) رب تعالیٰ فرماتا ہے وَهَذَا نَكُتُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيِّ وَ لَا نَصِيْبُ لَهُ یعنی تمہارا مددگار خدا کے سوا کوئی نہیں معلوم ہوا کہ رب

تعالیٰ مددگار ہے اور کسی کو وسیلہ بنانا ایک طرح مددگار ماننا ہے۔ یہ شرک ہے۔

جواب : اس کے تین جواب ہیں ایک یہ کہ مِنْ دُونِ اللہ سے مراد ہے خدا تعالیٰ کے مقابل ہو کر یعنی اگر رب تمہیں عذاب دینا چاہے تو کوئی خدا کے مقابل اس کے عذاب سے نہیں بچا سکتا۔ لہذا ولی اللہ کا وسیلہ درست ہے۔ رب فرماتا ہے : **وَإِنْ يَخُذْ لَكُمْ قَمَرٌ يَنْصُرْكُمْ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ** ۵ اگر رب تعالیٰ ہی تمہیں رسوا کرنا چاہے تو تمہاری مدد کون کر سکتا ہے۔ مسلمانوں کو رب پر ہی توکل کرنا چاہیے۔ یہ آیت تمہاری پیش کردہ آیت کی تفسیر ہے دوسرے یہ کہ یہاں مدد سے مستقل مدد مراد ہے۔ یعنی مستقل مدد رب تعالیٰ کی ہی ہے۔ باقی وسیلوں کی مدد رب تعالیٰ کے اذن اور اسی کی اجازت سے ہے۔ تیسرے یہ کہ اس سے مراد ہے اگر تم کفر اختیار کرو تو تمہارا مددگار کوئی نہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے : **وَمَا لِيَظَاهِبَ مِنْ أَنْصَارِهِ** ظالموں یعنی کافروں کا کوئی مددگار نہیں۔ اگر یہ مطلب نہ کیے جائیں تو بتاؤ اس آیت کے کیا معنی ہوئے۔ **إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْعَوْنِ** ۵ یعنی اے مسلمانو! تمہارے مددگار اللہ اور اس کا رسول اور مسلمان ہیں۔ جو نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ یہاں تین ذاتوں کو ولی فرمایا گیا۔ نیز فرماتا ہے۔ **وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ط** مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں بعض بعض کے مددگار ہیں ان میں ماسواء اللہ کی مدد کا ثبوت ہے اور تمہاری پیش کردہ آیت میں ان کی نفی ہے تو

ایسے معنی کرو جس سے تعارض پیدا نہ ہو۔

(۱۲) رب تعالیٰ کفار کا کفر یہ بیان کرتا ہے۔ مَا تَعْبُدُوهُمْ إِلَّا لِيُصَلُّوا إِلَيْكَ اللَّهُ ذُلْفَىٰ۔ یعنی ہم نہیں پوجتے ان کو مگر اس لیے کہ ہمیں رب تعالیٰ سے قریب کر دیں۔ معلوم ہوا کہ کفار بتوں کو خدا نہیں مانتے مگر خدا اسی کا وسیلہ سمجھتے تھے۔ جسے شرک کہا گیا ہے لہذا کسی کو وسیلہ سمجھنا شرک ہے۔

جواب: اس کے بھی دو جواب ہیں۔ ایک یہ کہ وسیلہ ماننے کو رب نے کفر نہیں فرمایا۔ بلکہ ان کے پوجنے کو شرک کہا۔ فرمایا۔ تَعْبُدُوهُمْ إِيَّاهُمْ اس لیے انہیں پوجتے ہیں۔ کسی کو پوجنا واقعی شرک ہے۔ اگر کوئی عیسیٰ علیہ السلام یا کسی ولی کی عبادت کرے وہ مشرک ہے۔ الحمد للہ مسلمان کسی وسیلہ کی پوجا نہیں کرتے۔ دوسرے یہ کہ مشرکین نے بتوں کو وسیلہ بنایا جو خدا کے دشمن ہیں۔ مسلمان اللہ کے پیاروں کو وسیلہ سمجھتا ہے وہ کفر اور یہ ایمان۔ دیکھو مشرک گنگا کا پانی لاتا ہے تو مشرک اور مسلمان آپ تعزم لاتے ہیں وہ مومن ہیں۔ کیونکہ مشرک گنگا جل کی اس لیے تعظیم کرتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ پانی حضرت اسماعیل علیہ السلام کا معجزہ ہے اور پیغمبر کی تعظیم ایمان ہے۔ اسی طرح مشرک ایک پتھر کے آگے سر جھکاتا ہے وہ مشرک ہے۔ آپ بھی کعبہ کے سامنے سجدہ کرتے ہیں۔ بلکہ مقام ابراہیم کو سامنے لے کر حج میں نماز پڑھتے ہیں۔ آپ مومن ہیں کیوں؟ اس لیے کہ کافر کے پتھر کو بت سے نسبت ہے اسی لیے وہ اس تعظیم سے کافر ہے۔ اور ان چیزوں کو نبیوں سے نسبت ہے۔ ان کی تعظیم عین ایمان ہے۔

دوبو الی کی تعظیم شرک ہے مگر رمضان اور محرم کی تعظیم ایمان ہے۔ تفسیر

روح البیان شریف میں سورہ اخفات میں اَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ قُرْبَانًا
الِهَةً کی تفسیر میں فرمایا کہ وسیلہ دو قسم کا ہے۔ وسیلہ ہدے اور وسیلہ
ہوی۔ یعنی ہدایت کا وسیلہ اور گمراہی کا وسیلہ نبی۔ ولی۔ الہام۔ وحی ہدایت
کا وسیلہ ہے۔ اور بہت شیطان دوسرے گمراہی کے وسیلے ہیں۔ بہت پیش
کردہ ہیں وسیلہ کو اختیار کرنا کفر ہے وہی اس بہت میں مراد ہے۔

(۳) رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے : سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ
لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ كُنْ يُغْفَرُ اللَّهُ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ کہ آپ ان کے لیے
دعائے مغفرت کریں یا نہ کریں اللہ تعالیٰ نہیں بخشنے گا۔ معلوم ہوا کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مغفرت کا وسیلہ نہیں جب ان کی دعا کا وسیلہ نہیں
تو دیگر اولیاء کا ذکر ہی کیا ہے۔ یہ اعتراض گجرات کے جاہل دیوبندی
وہابیوں کا ہے۔

جواب : یہ آیت ان منافقین کے حق میں اتاری ہے جو حضور صلی
اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ کے منکر تھے اور دیوبندیوں کی طرح براہ راست
رب تک پہنچنا چاہتے تھے۔ اسی آیت سے پہلے یہ ہے : وَإِذَا قِيلَ
لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّوْا وَاسْتَكْبَرُوا
وَرَأَيْتَهُمْ كَيْفَ يَصْبِرُونَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُونَ ہ جب ان منافقوں سے
کہا جاتا ہے کہ آؤ رسول اللہ تمہارے لیے دعائے مغفرت کریں تو آپ
سے یہ لوگ یعنی منافق منہ موڑ لیتے اور غرور کرتے ہوئے حاضری بارگاہ سے
رُک جاتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ اے محبوب! جو آپ سے بے نیاز ہوں اور
آپ اپنی رحمت سے ان کے لیے دعائے مغفرت کر بھی دیں ہم تو انہیں نہیں
بخشیں گے کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ کوئی تمہارے وسیلہ کے بغیر جنت میں جائے۔

اس آیت سے تو وسیلہ کا ثبوت ہے نہ کہ نفی۔ یہی قرآن مسلمانوں کے متعلق فرماتا ہے وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، آپ مسلمانوں کو دعا دیں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا بے کار ہو تو اس کا حکم دیا گیا ہے۔ جناب بات یہ ہے ۔

باراں کہ در لطافت طبعش خلایف نیست

در باغ لاله روید و در شوره بوم حس

بارش ہے تو فائدہ مند۔ مگر یہ قسمت شوره زمین اس سے فائدہ حاصل نہیں کرتی۔ اس میں اس زمین کا اپنا تصور ہے نہ کہ بارش کا۔

(۴) رب تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ۔ یعنی ان میں سے کسی کی آپ نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ ان کی قبر پر کھڑے ہوں۔

اس آیت کا نشان نزول یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن ابی کی نعش کو اپنی قمیص پہنائی اور اس کے منہ میں اپنا لعاب ڈالا۔ اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ تب یہ آیت امتی جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کاموں سے منع فرما دیا۔ دیکھو حضور کی دعا۔ نماز جنازہ۔ قمیص پہنانا۔ منہ میں لعاب ڈالنا سب بے کار گیا۔ کچھ فائدہ نہ ہوا۔ کیونکہ اس کے اعمال خراب تھے۔ معلوم ہوا کہ وسیلہ کوئی چیز نہیں۔

جواب : اس کا جواب اسی آیت میں موجود ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے :

إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَسِقُونَ ۝

کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا انکار کیا اور کفر پر مڑ گئے اور وہ فاسق ہیں۔ معلوم ہوا کہ چونکہ وہ زندگی میں منافق تھے۔ اور کفر پر موت پہنچی۔ اس لیے اس کے لیے کوئی وسیلہ مفید نہ ہوا وسیلے مومنوں کے لیے ہیں کافروں کے لیے نہیں۔ اعلیٰ دوائیں بیماروں کے لیے مفید ہیں۔ مردہ کے لئے نہیں اور گنہ گار مومن کو یا بیمار ہے اور کافر اور منافق مردہ ہے۔

(۵) رب تعالیٰ قیامت کے بارے میں فرماتا ہے: **يَوْمَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا وَلَا جُلَّةً وَلَا شَفَاعَةً** اور کہیں فرماتا ہے: **فَمَا تَنْفَعُهُمْ تَشْفَاعَةُ الشَّافِعِينَ** یعنی اس دن نہ تجارت ہوگی نہ دوستی کام آئے گی نہ کسی کی سفارش۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں سارے وسیلے ختم ہو جائیں گے۔

جواب: یہ سب آیتیں کافروں کے لیے ہیں۔ مسلمانوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ اس لیے آگے رب فرماتا ہے: **وَالْكَافِرُونَ هُمُ الْمَظْلُومُونَ** مسلمانوں کے لیے رب تعالیٰ فرماتا ہے: **وَالْمُتَّقُونَ هُمُ الْآخِلَاءُ يَوْمَ مَعِيذٍ لِّبَعْضِهِمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقُونَ** اس دن سارے دوست دشمن بن جائیں گے۔ سوا پرہیزگاروں کے۔ کفار کی آیت مومن پر پڑھنا بے دینی ہے۔ نیز فرماتا ہے: **يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ** اس دن مال و اولاد کام نہ آئے گی۔ سوا اس کے جو رب کے پاس سلامت دل لے کر آوے۔ معلوم ہوا کہ مومن کا مال و اولاد دنیا مت میں کام آویں گے۔

(۶) رب فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ اور اس کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تم فلاح یعنی جنت پاؤ۔ اس میں وسیلہ سے مراد اعمال کا وظیفہ ہے۔ نہ کہ بزرگوں کا۔ کیونکہ جن بزرگوں کو وسیلہ بناتے ہو وہ خود اعمال کرتے ہیں۔

جواب: اس کے چند جواب ہیں ایک یہ کہ اعمال تو اتقوا اللہ میں آچکے تھے۔ اگر وسیلہ سے بھی مراد اعمال ہوں تو آیت میں تکرار بے کار ہوگی۔ لہذا یہاں وسیلہ سے مراد بزرگوں کا وسیلہ ہے دوسرے یہ کہ اگر اعمال کا وسیلہ مراد ہے تو مسلمانوں کے بچے دیوانہ مسلمان! اور وہ تو مسلم جو مسلمان ہوتے ہی مرگیا۔ ان کے پاس اعمال نہیں وہ کس کا وسیلہ بکریں۔ تیسرے اگر اعمال کا وسیلہ مراد ہے تو شیطان کے پاس اعمال بے شمار تھے وہ اس کے لیے وسیلہ کیوں نہ بنے۔ چوتھے یہ کہ اگر اعمال ہی مراد ہوں تو اعمال بھی نبی وسیلہ سے حاصل ہوتے ہیں تو وہ حضرات اعمال کے وسیلہ ہوئے اور وسیلہ کا وسیلہ خود وسیلہ ہوتا ہے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ہمارے اعمال بزرگوں کی نقل ہیں۔ رمی حج میں کنکہ مارتا حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نقل ہے۔ صفا و مردہ کے درمیان دوڑنا حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نقل ہے۔ قربانی کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نقل۔ طواف میں اکڑ کر چلنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل ہے۔ اس لیے ان اعمال پر ثواب ملتا ہے۔ کہ یہ اچھوں کی نقل ہے۔ اس کی نہایت نفیس تحقیق تمہاری

نشان حبیب الرحمان میں دیکھو جس میں بیان کیا گیا ہے کہ روزہ نماز حج زکوٰۃ کلمہ غرضیکہ ہر عبادت کسی کی نقل ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جنت خالی رہ جائے گی۔ تو ایک جماعت جنت بھرنے کے لیے پیدا کی جاوے گی بتاؤ اس جماعت نے کون سے اعمال کیے تھے۔

نوٹے ضروری:

جنت کا داخلہ تین طرح ہوگا۔ کبھی وہابی۔ عطاٹی۔ کسی وہ جس میں جنتی کے عمل کو دخل ہو۔ جن کے بارے میں فرمایا گیا ہے جَزَاءً لِّمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ جنت وہی وہ جو کسی بندے کی طفیل سے ملے اپنے عمل کو کوئی دخل نہ ہو۔ جیسے مسلمانوں کے نابالغ بچے اور دیوانہ مسلمان کہ یہ جنتی ہیں۔ مگر بغیر اعمال جن کے بارے میں فرمایا گیا ہے وَالْحَقْنَهُمْ ذَرْبَهُمْ ۝ یٰۤاٰیْمٰنِ جنت عطاٹی وہ جو محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملے کسی اور شے کو دخل نہ ہو۔ جیسے جنت بھرنے کے لیے جو مخلوق پیدا ہوگی یا جو بغیر شفاعت جنت میں جائیں گے جنہیں جہنمی کہا جاوے گا جن کے بارے میں حدیث شریف میں آیا ہے کہ رب تعالیٰ اپنا ایک قدرت کالمپ (چپلو) جہنمی لوگوں سے بھر کر جنت میں داخل کرے گا۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جن کا ایمان شرعی نہ تھا۔ مگر وسیلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب کو درکار ہے۔ غرضیکہ بغیر اعمال جنت مل سکتی ہے بغیر وسیلہ جنت ہرگز ہرگز نہیں مل سکتی۔

(۱) قرآن کریم فرماتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کنان کی شفاعت فرمائی تو آپ سے فرمایا گیا۔ یٰۤاٰی نُوْحُ اِنَّكَ لَیْسَ مِنْ اَهْلِکَ اِنَّکَ عَمَلٌ مِّنْ صٰلِحِیْنَ ۝ اے نوح! یہ آپ کے گھروالوں سے نہیں اس کے اعمال خراب ہیں۔ معلوم ہوا کہ عمل خراب ہونے پر نبی۔ ولی وسیلہ نہیں۔

جواب: جی ہاں۔ اس کفن کا عمل خراب یہ تھا کہ وہ نبی کے وسیلہ کا منکر تھا اور طوفان آنے پر وہ آپ کے دامن میں نہ آیا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ **يَا بُنَيَّ اَتُكِبُ مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِينَ** ۵ یعنی اے بیٹا! ہم سے ساتھ سوار ہو جا۔ کافروں کے ساتھ نہ رہو۔ تو اس نے جواب دیا۔ **قَالَ سَاوِدِي اِلٰى جَبَلٍ يَعْصِيُنِي مِنَ الْاَمْرِ** پس پہاڑ کی پناہ لے لوں گا۔ وہ مجھ کو پانی سے بچالے گا۔ اس لیے غرق ہو گیا۔ اب جو نبیوں کے وسیلہ کا منکر ہے وہ اس سے عبرت پکڑے۔

اس آیت میں تو وسیلہ کا ثبوت ہے نہ کہ انکار۔ اگر حضرت نوح علیہ السلام کا وسیلہ قبول کر لیتا تو ہرگز غرق نہ ہوتا۔

(۸) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے لیے دعا کرنا چاہی تو فرما دیا گیا۔ **يَا اَيُّهَا اِهْيَمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا اِنَّهُ قَدْ جَاءَ اَمْرٌ مِّنْ رَبِّكَ وَ اِنَّهُمْ اَنِيْهُم مِّنْ عَذَابٍ غَيْرِ مَرْدُوْدٍ** ۵ یعنی اے ابراہیم ان کے لیے دعا نہ کرو۔ ان پر عذاب آکر ہی رہے گا۔ دیکھو پیغمبر کی دعا غیر مقبول ہوئی۔

جواب: قوم لوط کا فر بھی اور کفار کے لیے کوئی وسیلہ مفید نہیں کیونکہ وہ نبی کے وسیلہ کے منکر ہوتے ہیں۔ قرآن فرماتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ناراض ہو کر سامری سے فرما دیا۔ **اِذْ هَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مَسَاسَ**۔ خبیث تجھے اپنی زندگی میں یہ نوبت پہنچ جائیگی کہ تو لوگوں سے کہتا پھرے گا کہ مجھ کو کوئی نہ چھوٹا۔ حضرت کلیم اللہ صلوات اللہ علیہ و سلامہ کے منہ کی یہ نکلی ہوئی بات ایسی درست ہوئی کہ اس کے جسم میں یہ تاثیر ہو گئی کہ جو اس سے چھوٹا اسے بھی بخار ہو جانا۔

اور خود سامری کو بھی۔ ان خدا تعالیٰ کے پیاروں کی زبان کا یہ عالم ہے۔
خوڑے ضروری؛ انبیاء علیہم السلام کی دعا ضرور قبول ہوتی
 ہے۔ ہاں ان کی وہ دعائیں جن کے خلاف رب کا فیصلہ ہو چکا ہو اور
 قلم چل چکا ہو۔ اگرچہ پیغمبر الہی دعا کریں تو انہیں سمجھا کر روک دیا جاتا
 ہے۔ اس روکنے میں ان کی انتہائی عظمت کا اظہار ہوتا ہے یعنی اے
 پیارے! یہ کام نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ناممکن ہو چکا ہے اور ہمیں یہ منظور
 نہیں کہ تمہاری زبان خالی جاوے۔ لہذا تم اس بارے میں دعا ہی نہ کرو
 سبحان اللہ! معترض نے جو دعائیں پیش کیں۔ وہ سب اسی قسم
 کی ہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ ان دعاؤں کا پیغمبروں کو ثواب مل جاتا ہے
 کیونکہ دعا مانگنا بھی عبادت ہے۔ اگرچہ قبول نہ ہو۔ اس لیے رب نے
 فرمایا۔ **لَسَاءَ عَلَيْهِمْ اَسْتَخْفَتَ لَهُمْ اَمَ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ**
 آپ کا دعا کرنا یا نہ کرنا ان منافقوں کے لیے برابر ہے کہ ان کی مغفرت
 نہیں ہو سکتی۔ آپ کو ضرور ثواب مل جائے گا۔ یہاں **عَلَيْهِمْ** فرمایا۔
 علیک نہ فرمایا۔

(۹) مشکوٰۃ شریف باب التذاریع ہے کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم
 نے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا۔ **لَا اَغْنِيْ**
عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا۔ میں اللہ کے عذاب کو تم سے دفع نہیں کر
 سکتا۔ جب بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دختر کے لیے وسیلہ نہیں۔
 تو ہمارے لیے کیونکر وسیلہ ہو سکتے ہیں اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 ہی وسیلہ نہ ہوئے تو دوسرے ولیوں کا ذکر ہی کیا۔

جواب: اس کے دو جواب ہیں۔ ایک یہ کہ رب تعالیٰ کے مقابل

ہو کہ تم سے رب کے عذاب کو دفع نہیں کی جاسکتا۔ یعنی رب تعالیٰ عذاب دینا چاہے تو کون ہے جو دفع کر سکے یہ وسیلہ تو رب کے اذن سے ہوتا ہے نہ کہ اس کے مقابل۔ دوسرے یہ کہ اے فاطمہ! اگر تم نے ایمان قبول نہ کیا تو ہم تم سے عذاب دفع نہیں کر سکتے۔ یعنی وسیلہ مومنین کے لیے ہوتا ہے۔ کافروں کے لیے نہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا بنی زادہ ہونے کے باوجود ہلاک ہو گیا کفر کی وجہ سے۔ اگر یہ جواب نہ مانا جائے تو یہ حدیث قرآن کریم کے بھی خلاف ہو جائے گی اور دیگر احادیث کے بھی۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا وَلِيَ كُفْرًا اللّٰهُ وَمَا سُوْلُنَا وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۝ تمہارے مددگار اللہ رسول اور مسلمان ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: كُلُّ نَسَبٍ مُّنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا نَسَبِيَّ وَنَسَبِيَّتِي قِيَامَتِ كَے دن سارے ذریعے اور رشتے ٹوٹ جائیں گے۔ سوا میرے ذریعے اور رشتہ کے (شامی باب غسل میت) فرماتے ہیں شَفَاعَتِيْ لِاَهْلِ الْكِتَابِ مِمَّنْ اٰمَنُوْا۔ میری شفاعت میری امت کے گناہ کبیرہ والوں کے لیے ہوگی۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ گناہ کبیرہ والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل بخشے جائیں اور خود لخت جگر نور نظر کچھ فائدہ حاصل نہ کر سکیں (شامی)

خوٹے ضروری: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل بعض فوائد کفار بھی حاصل کر لیتے ہیں۔ جیسے دنیا میں تہم الہی سے امن اور قیامت کے دن میدانِ محشر سے نجات اور حساب کا شروع ہونا اس لحاظ سے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لقب ہے رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ۔

بعض فوائد یہ ہیں جو صرف متقیوں کو پہنچتے ہیں گناہ گاروں کو نہیں جیسے درجات بلند کرنا۔ اس معنی کے لحاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ سنت کو چھوڑنے والا میری شفاعت سے محروم ہے یعنی بلیت درجہ کی شفاعت۔

بعض فوائد وہ ہیں جو صرت گناہ کاروں کو پہنچیں گے نیکو کاروں کو نہیں جیسے گناہوں کی معافی۔ کیونکہ نیکو کاروں کے پاس گناہ ہوتے ہی نہیں ان مسلمانوں کو محفوظ کہا جاتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام گناہوں سے معصوم ہیں۔ یعنی گناہ کر سکتے نہیں اور خاص اولیاء گناہوں سے محفوظ یعنی وہ گناہ کرتے نہیں۔ مولانا فرماتے ہیں۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء
ارچہ محفوظ اند محفوظ از خطا

ان کے لیے معافی گناہ کی شفاعت نہیں۔ ان کے لحاظ سے فرمایا گیا۔ کہ
شَفَاعَتِي لَا هِلَ الْكِبَاثَةِ مِمَّنْ اُصْنِي۔ میری شفاعت میری اُمت کے اہل الکباثر کے لیے ہے۔

تمہاری پیش کردہ حدیث میں دوسری قسم کے فوائد مراد ہیں۔ بشرطیکہ ایمان قبول نہ کیا جائے۔

یہ بھی خیال رہے کہ یہاں فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو فرمایا گیا ہے اور دوسروں کو نہ فرمایا گیا ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل الاولیاء کا عذاب ہلکا ہوا۔ البوطاہ دوزخ میں جانے سے بچ گئے۔

(۱۰) بخاری شریف کتاب الاستسقاء باب سوال الناس الامام الاستسقاء میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قحط کے موقع پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیعے سے بارش مانگتے تھے اور فرماتے تھے : اِنَّا كُنَّا نَسْأَلُ اَبِيكَ نَبِيَّنَا فَتَسْقِيْنَا وَاِنَّا نَسْأَلُ اَبِيَاكَ

بَعْدَ نَبَاتٍ فَاسْتَفِنَا قَالَ فَيَسْتَفُونَ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُتِیْتُ بِرَسُوْلِکَ وَنَبِیِّکَ وَوَسِیِّکَ سَبَّحْتَ بَارِشَ مَا نَکَتْ تَحْتَهُ بَارِشَ بَهْجَتِهَا کَتَمْتُ اَدْرَابَ اَنْ کَیْ جَیْءَکَ وَوَسِیِّکَ سَبَّحْتَ بَارِشَ مَا نَکَتْ سَبَّحْتَ بَارِشَ بَهْجَتِهَا لَیْسَ بَارِشَ اَتِیَ تَحْتَهُ ۝ معلوم ہوا کہ وفات یافتہ بزرگوں کا وسیلہ پکڑنا منع ہے۔ زندوں کو وسیلہ پکڑنا جائز۔ دیکھو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وسیلہ پکڑا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ چھوڑ دیا۔

یہ ان دیوبندیوں و یابیوں کا اعتراض ہے جو زندہ بزرگوں کے وسیلہ کے قائل ہیں وفات یافتہ کے وسیلہ کے منکر ہیں۔

جواب: اس کے دو جواب ہیں ایک الزامی دوسرا تحقیقی۔

الزامی جواب تو یہ ہے کہ اگر وفات یافتہ بزرگوں کا وسیلہ پکڑنا منع ہے تو چاہیے کہ حضور کی وفات کے بعد کلمہ شریف میں سے حضور کا اہم شریف علیحدہ کر دیا جائے۔ صرف لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ رکھا جائے۔ اور الغیبات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام بند کر دیا جائے۔ درود شریف ختم کر دیا جائے

کیونکہ یہ سب حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے وسیلے ہی تو ہیں۔ حالانکہ یہ سارے کام باقی رہ گئے۔ معلوم ہوا کہ وسیلہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفات بھی ویسے ہی ہے۔ ہم پہلے باب میں ثابت کر چکے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف اور لباس شریف دھو کر بیماروں کو پالتے اور صحت ہوتی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بارش کے لئے روضہ پاک کی چھت کھوا دی۔ قبر شریف کھول دی اور بارش آئی۔ قرآن پاک فرما رہا

ہے کہ حضور سے پہلے والی امتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم شریف کے وسیلہ سے دعائیں مانگتے تھے۔ وَكَمَا كُنُوا كَيْسَتْفِيحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا۔ قرآن کریم فرما رہا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کے نعلین شریف۔ ٹوٹی شریف کی طفیل فتح حاصل کی جاتی تھی۔ قَبِيلَهُ كَفِيَّةٌ مِّمَّا نَزَّلَكَ الْوَسْطَىٰ وَالْهَرُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ۔

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات کے بعد مسلمانوں کی امداد فرمائی۔ کہ پچاس نمازوں کی پانچ کرا دیں۔ بناؤ یہ وفات یافتہ بزرگوں کا وسیلہ ہے کہ نہیں۔ نیز جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے پہلے ان کے اسم مبارک کے وسیلہ سے دعائیں قبول ہوتی تھیں تو کیا اب کے اسم شریف کی تاثیر بدل گئی۔ ہرگز نہیں۔

دوسرا تحقیقی جواب یہ ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان یہ بتا رہا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ سے ان کے اولیاء کا بھی وسیلہ جائز ہے۔ یعنی وسیلہ نبی سے خاص نہیں۔ حضرت عباسؓ بنی نہ تھے ولی تھے۔ نیز یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہو جائے۔ اس کا بھی وسیلہ جائز ہے۔ کیونکہ وہ فرماتے ہیں۔

وَاَنَا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيْنَا

یعنی ہم اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا کے وسیلہ سے بارش مانگتے ہیں۔

اسی حدیث کی شرح میں امام قسطلانی شرح بخاری میں فرماتے ہیں۔

اَيُّ يَوْسَيْلَةَ الرَّحْمَةِ الَّتِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَنِ حَضْرَتِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَيْ وَسِيلَهُ مِنْ اس
لِے دُعا کی کہ ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قربت تھی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث سے
وسیلہ اولیاء ثابت کیا۔ چنانچہ وہ شرح حصین حصین، میں آداب الدعا
وسیلہ اولیاء کے تحت فرماتے ہیں۔

”قصہ استسقاء عمر ابن الخطاب لعباس ابن عبدالمطلب ازین باب
است یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے
وسیلہ سے بارش مانگنا اسی وسیلہ اولیاء سے ہے۔

اسی حصین حصین کی شرح میں اسی مقام پر بلا علی قاری فرماتے ہیں۔
وَهُوَ مِنَ الْمُنَادِيَاتِ وَفِي حَكِيمِ الْبُخَارِيِّ فِي الْأَسْتِسْقَاءِ حَدِيثُ
عُمَرَ إِذَا كُنَّا نَسْتَوْسِلُ إِيَّاكَ نَبِيَّنا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
إِذَا نَسْتَوْسَلُ إِيَّاكَ بَعْدَ نَبِيِّكَ فَاسْتَفْنَا فَيُسْقَوْنَ وَلِحَدِيثِ
عُثْمَانَ ابْنِ حُذَيْفٍ فِي شَرَاهِ الْأَعْمَى۔

یعنی دعا میں انبیاء اولیاء کا وسیلہ پکڑنا مستحب ہے۔ بخاری کی اس
روایت کی وجہ سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بوسیلہ عباس رضی
اللہ عنہ دعا کی اور حضرت عثمان ابن حنیف کی روایت کی وجہ سے
نا بنیا کی دعائیں۔

ہاں اگر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ فرماتے کہ مولا اب تک ہم تیرے
نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرتے تھے۔ اب ان کی
وفات کے بعد ان کا وسیلہ چھوڑ دیا۔ اب حضرت عباس کی طفیل دعا

کہتے ہیں۔ تب تمہاری دلیل درست ہوتی مگر نفی کا ذکر نہیں۔ لہذا دلیل غلط ہے۔ انبیاء اولیاء کا وسیلہ صحیح ہے۔

(۱۱) حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کہ ہمارے پاس زکوٰۃ نہ دینے والے اپنے سروں پر گائے بھنسیں لکیریاں لادے ہوئے آئیں گے۔ اور ہم سے شفاعت کی درخواست کریں گے۔ ہم یہ فرما کر ان کو ہٹا دیں گے کہ ہم نے تم تک احکام پہنچا دیئے تھے تم نے کیوں عمل نہ کیا۔ اب شفاعت کیسی ۹

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ نہ دینے والے مجرموں کا وسیلہ کوئی نہیں۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وسیلہ کام نہ آیا۔ تو دوسرے کا وسیلہ بدرجہ اولیٰ کام نہیں آسکتا چنانچہ بخاری شریف کتاب الزکوٰۃ باب اثم مانع الزکوٰۃ میں ہے :

وَلَا يَأْتِي أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِعَيْرٍ يُجْلَسُ عَلَى عُنُقِهِ لَمْ يَخُذْ يَوْمَئِذٍ زَكَاةً فَكَفَّرَ اللَّهُ عَنْهُ لَمْ يَخُذْ يَوْمَئِذٍ زَكَاةً فَكَفَّرَ اللَّهُ عَنْهُ لَمْ يَخُذْ يَوْمَئِذٍ زَكَاةً فَكَفَّرَ اللَّهُ عَنْهُ

نوٹ ضروری : یہ دوہیات اعتراض مولوی مودودی صاحب کا ہے جو زمانہ موجودہ کے مجدد۔ مجتہد اور نہ معلوم کیا کیا بنتے ہیں۔

جواب :- اس اعتراض کے دو جواب ہیں۔ ایک یہ کہ معاذ اللہ ان لوگوں سے ہو گا جو زکوٰۃ کی فرضیت کے منکر ہو گئے تھے جیسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے تشریع زمانہ خلافت میں ہوا اور جن پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاد فرمایا۔ اور زکوٰۃ کی فرضیت کا منکر کافر ہے۔ اور کافروں کے لیے نہ وسیلہ ہے نہ شفاعت۔ لہذا اس کا

تعلق مسلمانوں سے نہیں۔

دوسرا جواب یہ کہ اس حدیث میں شفاعت نہ کرنے کا ذکر ہے نہ کہ شفاعت نہ کر سکنے کا۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم شفیع مختار اور وسیلہ با اختیار ہیں۔ اگر چاہیں کہیں نہ چاہیں نہ کہیں۔ ان پر ناراضگی ظاہر فرمانے کے لیے یہ ارشاد ہوگا۔ اگر اس حدیث کے یہ مطلب نہ ہوں تو اس حدیث شریعت کے مخالف ہوگی۔

شَفَاعَتِيْ لِأَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ أُمَّتِيْ؟
میری شفاعت میری اُمت کے گناہ کبیرہ والوں کے لیے ہوگی نیز ان تمام آیات قرآنیہ کے خلاف ہوگی جو پہلے باب میں مذکور ہوئیں۔

نوٹ ضروری: وسیلہ دو طرح کے ہیں ایک مجبور جیسے سورج روشنی کا وسیلہ ہے اور بارش رزق کا۔ قرآن کریم رب کی بخشش کا۔ ماہ رمضان عفو سیئات کا۔

دوسرا اختیار جیسے انبیاء و اولیاء کی شفاعت اور دنیا میں حکیم و کبیلہ حاکم شفا عدل کے وسیلے ہیں کہ کہیں یا نہ کہیں۔ اس حدیث شریعت میں جو معترض نے پیش کی۔ حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدا واد اختیار کا ذکر ہے۔

(۱۲) بخاری شریعت حدیث غار میں ہے کہ تین شخص جنگل میں جا رہے تھے کہ بارش آگئی۔ پہاڑ پکڑنے کے لیے غار میں ٹھہس گئے۔ ایک چٹان پتھر کی غار کے منہ پر گری۔ جس سے غار کا منہ بند ہو گیا تو ان لوگوں نے اپنے نیک اعمال کے وسیلہ سے دعا کی۔ ایسی شدت کے موقع پر کسی پیر کا وسیلہ انہوں نے نہیں پکڑا بلکہ اپنے اعمال کا۔ معلوم ہوا کہ بندے کا وسیلہ پکڑنا

جائز نہیں۔

جواب : اس حدیث شریف میں صرف یہ ہے کہ ان شخصوں نے اعمال کے وسیلہ سے دعا کی۔ یہ کہاں ہے کہ بزرگوں کا وسیلہ جائز ناجائز سے دعویٰ کچھ اور ہے دلیل کچھ اور ہے۔ اعمال کا وسیلہ جائز ہے اور بزرگوں کا بھی۔ ایک جائز پر غمیل کرنے سے دوسرا جائز کیسے حرام ہو گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کی آگ میں جاتے وقت حضرت جبرائیل کے عرض کرنے پر بھی اس آفت کے دور ہونے کی دعا نہ کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر دی۔ مگر دفع کی دعا نہ کی تو کیا اس سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ دعا مانگنا ہی حرام ہے یہ اعتراض نہایت ہی لغو ہے۔

(۱۳) شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ع

”ندایم غیر از تو نیست یاد رس“
پتہ لگا کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی فریاد نہیں سنتا۔ پھر وسیلہ کیسا اگر وسیلہ یا تو غیر خدا کو فریاد رس مانا پڑے گا۔

جواب : اس جگہ حقیقی فریاد رس مراد ہے۔ اس کی نفی ہے خدا کے حکم سے اس کے پیارے بندے فریاد رس ہیں۔ یہی شیخ سعدی علیہ الرحمۃ گلستان میں فرماتے ہیں ۵

ہر کہ فریاد رس نہ وز مصیبت خواہد
گو در ایام سلامت بچو اندری کوش
جو چاہتا ہے کہ مصیبت کے دن میرا کوئی فریاد رس بنے اس سے کہہ د
کہ آرام کے زمانے میں لوگوں سے اچھا سلوک کرے۔

ایک دوا کا نام شربت فریادرس ہے۔ کہو یہ نام شرک ہے یا نہیں؟
تعجب ہے کہ شربت نو فریادرس بن جاوے۔ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
فریادرس نہ ہوں۔

(۱۴) بوستان میں ہے ۵

بہ نندید گر برکش تیغ حکم
بماند کرومیاں صمم و بچم
یعنی اگر رب تعالیٰ ڈرانے کے لئے حکم کی تلوار کھینچے تو جن فرشتے
بھی گونگے اور بہرے رہ جائیں گے۔

کیئے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ جیسے بزرگ فرشتوں جیسی معصوم جماعت
کو بیکار فرما رہے ہیں اوروں کے وسیلہ کا تو ذکر ہی کیا ہے۔
جواب: جناب! یہاں رب کے مقابلے میں یہ بات کہی گئی ہے
یعنی اگر وہ غضب فرماوے تو کوئی اس کے مقابل دم نہیں مار سکتا۔
یہ ہر مسلمان کا ایمان ہے۔ گفتگو تو اس بارے میں ہے کہ رب تعالیٰ
کی اجازت اور اس کی مرضی سے اس کے مقبول بندے مجرم بندوں کی سفارش
کر سکتے ہیں۔ اور رب تعالیٰ ان کی طفیل گنہ گاروں کے گناہ بخش دیتا
ہے۔ یہ وسیلہ ہے اس شعر کو وسیلہ کے مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں۔

شیخ سعدی قدس سرہ کا یہ شعر نہ دیکھا ۵

چہ باشد کہ مشتے گدایان طفیل
بمہمان دارالسلامت طفیل
یا رسول اللہ! کیا اچھا ہو کہ ہم جیسے مٹھی بھر فقیر آپ کی طفیل جنت
کے مہمان خانہ میں پہنچ جاویں۔

نیز فرماتے ہیں ۵

خدا یا بحق بنی فاطمہؑ کہ بر قول امیاء کئی خاتمہ
الہی! حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی اولاد کی طفیل میرا خاتمہ
بیان پر ہو۔ یہ صاف بزرگوں کا وسیلہ ہے۔

نیز فرماتے ہیں ۷

تشنیدم کہ در روز امید و بیم بدایں را بہ نیکای بہ نخت در کرم
قیامت کو نیکوں کے وسیلہ سے خدائے کریم گنہ گاروں کو بخش دیگا۔
(۱۵) اگر اللہ کے مقبول بندے خدا رسی کا وسیلہ بھی ہوں تب بھی
خدا تعالیٰ کو پا لینے کے بعد ان کو چھوڑ دینا چاہیے۔ جیسے ریل گاڑی میں
اسی وقت تک بیٹھتے ہیں جب تک کہ منزل مقصود تک پہنچیں مقصود پر
پہنچکر اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ مسلمان نے کلمہ پڑھ لیا رب کو پا لیا۔ اب
بزرگوں کی کیا ضرورت رہی۔

جواب: وسیلے دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک محض وسیلہ جیسے مسافر
کے لیے ریل گاڑی۔ دوسرا وہ وسیلہ جس سے مقصد وابستہ ہے۔ جیسے
روشنی کے لیے چراغ۔ پہلی قسم کا وسیلہ مقصود پر پہنچکر چھوڑ دیا جائیگا۔
لیکن دوسری قسم کا وسیلہ کبھی نہیں چھوڑ سکتا۔ ورنہ فوراً مقصود فوت ہو
جائے گا۔ روشنی چراغ کے دم سے قائم ہے۔ اگر اسے گل کیا تو اندھیرا
ہو جاویگا۔ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے دوسری قسم کا وسیلہ ہیں۔ اسی
لیے رب تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا۔ کہیں سراج منیر یعنی
چمکتا ہوا سورج۔ مقصد یہ ہے کہ جیسے آفتاب کی ضرورت ہمیشہ ہے۔
ایسے ہی پیارے! دنیا کو ہماری حاجت دائمی ہے۔ اس لیے قبر میں ان
کے نام پر کامیابی اور حشر میں ان کے دم پر نجات رکھی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(۱۶) جب خدا تعالیٰ سب کا رب ہے اور اس کا نام رب العلمین ہے تو پھر کسی وسیلہ کی کیا ضرورت ہے۔ ہر شخص اس کے دروازے پر بلا واسطہ چارے اور قبض لے۔ وسیلہ کا مسئلہ اس کے رب العلمین کے خلاف ہے۔
جواب : اس اعتراض کے دو جواب ہیں ایک الزامی دوسرا تحقیقی۔
 الزامی جواب تو یہ ہے کہ رب تعالیٰ رازق العیاد ہے اور شافعی الامر ہے ہے پھر تم رزق تلاش کرنے کے لیے امیروں کے پاس اور شفا لینے کے لیے حکیموں کے پاس کیوں جاتے ہو۔ تمہارا ان لوگوں کے پاس جانا بھی خدا تعالیٰ کے رازق اور شافی ہونے کے خلاف ہے ودا حکم الحاکمین ہے پھر مقدمہ کچہری کے حکام کے پاس کیوں لے جاتے ہو ؟

جناب ! وسیلے رب تعالیٰ کے دروازے ہیں یا اس کے چکر۔ ان کے ہاتھوں سے جو کچھ ہوتا ہے وہ رب تعالیٰ کی طرف سے ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ۔ انبیائے کرام رب تعالیٰ کے محتار و خدام ہیں۔ تحقیقی جواب یہ ہے کہ ان وسیلوں کی ضرورت رب تعالیٰ کو نہیں بلکہ ہم کو ہے جیسے روٹی کو توے کے ذریعے سے گرم کیا جاتا ہے۔ تو آگ گرم کرنے میں توے کی محتاج نہیں بلکہ روٹی کو احتیاج ہے۔ رب تعالیٰ سب کا ہے مگر اس کی ربوبیت کے منظر یہ چیزیں ہیں۔ سانپ اس کی تمہاربت کا منظر ہے اور دیگر آرام دہ چیزیں اس کی رحمت کی نجلی گاہ ہیں۔

(۱۷) وسیلہ کے مسئلہ سے لوگ بد عمل ہو جائیں گے۔ جب انہیں خبر ہوگی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بخشوالین گے تو پھر عمل کرنے کی زحمت کیوں گوارہ کریں ؟

جواب : یہ اعتراض ایسا ہے جیسے آریہ کہتے ہیں کہ توبہ کے مسئلہ سے بد عملی اور زکوٰۃ کے مسئلہ سے بیکاری بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ جب مسلمانوں کو خبر ہے کہ توبہ سے گناہ بخشے جاتے ہیں تو پھر خوب گناہ کر کے توبہ کر لیا کریں گے اور جب غریبوں کو خبر ہو کہ مالداروں کی زکوٰۃ ہزاروں روپیہ سالانہ نکلتی ہے پھر کمائی کیوں کریں۔ جب ملے یوں تو محنت کرے کیوں ؟ جو اس کا جواب ہے وہی اس کا اعتراض ہے۔

جناب ! جیسے توبہ کی قبول کالیقین۔ مالداروں کی زکوٰۃ ملنے کا یقین ملے یا نہ ملے۔

ایسے ہی اگر بد عملی کی گئی تو یقین نہیں وسیہ نصیب ہو یا نہ ہو۔ ہیں تو کہتا ہوں کہ وسیہ کے انکار سے بد عملی بڑھے گی۔ کیونکہ جب گناہ کا رشتہ غنت سے بالوس ہوگا تو خوب گناہ کرے گا کہ دوزخ میں تو جانا ہی ہے۔ لاد دس گناہ اور کر لو۔ شیخ فرماتے ہیں۔ نہ بینی کہ چوں گم رہے عاجز شود بر آریہ چنگال چشم پلنگ جب تک بلی کو جان بچنے کی امید رہتی ہے تب تک چیتے سے بھاگتی ہے۔ مگر جب بھینس کر جان سے بالوس ہو تو چیتے پر حملہ کر دیتی ہے۔ بالوسی دلیری پیدا کرتی ہے۔

(۱۸) مشرکین عرب اسی لئے مشرک ہوئے کہ وہ بتوں کو رب کا بندہ تو سمجھتے تھے مگر ان سے غائبانہ مدد مانگتے تھے۔ اور انہیں خدا رسی کا وسیلہ جانتے تھے۔ وہ کسی بت کو خالق یا مالک نہیں مانتے تھے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے :

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ

اور اگر آپ مشرکوں سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا۔ تو وہ کہیں گے اللہ تعالیٰ نے۔

معلوم ہوا کہ وہ مشرک صرف اس لیے مشرک ہوئے کہ انہوں نے رب کے بندوں کو بندہ مان کر انہیں حاجت روا، مشکل کشا، قریا درس مانا۔ اسی طرح تم بھی نبیوں، ولیوں کو مانتے ہو تم اور وہ برابر ہو۔

جواب : ایک ہے رب تعالیٰ کی قدرت اور ایک ہے رب کا قانون۔ قدرت تو یہ ہے کہ رب تعالیٰ چاہے تو ہر چھوٹا بڑا کام بغیر کسی وسیلہ کے خود ہی کرے۔ قدرت کا اظہار اس آیت شریف میں ہے
وَإِذَا أَرَادْنَا نُنْزِلَ سُورَةً فَتَنَزَّلُ أَنْ يُقُولَ لَهَا كُنْ فَبُكْرًا

اس کی شان تو یہ ہے کہ کسی چیز کو چاہے تو کُن فرمے۔ تو وہ نشی ہو جائے۔

اس قانون کا اظہار صد آیات میں ہے : مثلاً
قُلْ يَتُوفَكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ۔ فرمادو تمہیں ملک الموت موت دے گا جو تم پر مقرر کر دیا گیا ہے۔

وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ۔ نبی صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام انہیں پاک فرماتے اور کتاب و حکمت سکھاتے ہیں۔
وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْنَاهُمَا كَمَا رَحِمْتَ بَنِي صَالِحٍ

جیسے میرے ماں باپ نے صغریٰ بنی صلیح پر رحم فرمایا تو بھی ان پر رحم فرما۔ دیکھو موت دینا۔ پاک کرنا۔ پالنا رب تعالیٰ کا کام ہے۔ مگر بندوں کے ذریعہ سے ہوا۔

مشرکین کا عقیدہ یہ تھا کہ ایک خدا اپنے بڑے جہان کا انتظام

نہیں فرما سکتا۔ لہذا اس نے اپنے بعض بندے اپنی بارگاہ کے لیے عالم سنبھالنے کے لیے مقرر کیے ہیں۔ یعنی انہوں نے اپنے بندوں کو رب تعالیٰ کے برابر کر دیا۔ لہذا وہ مشرک ہوئے۔ اسی لیے قیامت میں وہ بتوں سے کہیں گے
 قَالُوا إِنَّا كُنَّا ضَالِّينَ إِذْ دُسَّوْا فِكْرًا مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝
 خدا کی قسم ہم کھلی گمراہی میں تھے۔ کہ ہم نہیں خدا کے برابر سمجھتے تھے معلوم ہوا کہ وہ بتوں کو بندہ مان کر رب تعالیٰ کو ان کا جہنمہ ماننے لگے۔ قرآن کریم اسی وسیلہ کی تردید فرماتا ہے :

لَمْ يَخْنُصْ وَلَئِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ شُرُكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَكِيٌّ مِنَ الذَّلِيلِ وَكَبُرَ تَكْبِيرًا ۝
 نہ اپنا بچہ بنایا نہ اس کا ملک میں کوئی شریک ہے نہ کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی ولی ہے۔ یعنی اس نے جو اولیاء مقرر فرمائے وہ اپنی شان ظاہر کرنے کے لیے بنائے نہ کہ کمزوری اور عاجزی کی وجہ سے۔

پتہ لگا کہ مشرک خدائے تعالیٰ کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ رب تعالیٰ کے بعض بندے اس لیے ان کے ولی ہیں کہ خدا اتنے بڑے کام پر خود قادر نہیں کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں۔ مشرکین اولیاء کو ایسا مانتے تھے۔

جیسے کونسل کا ممبر اور مسلمان اولیاء کو ایسا مانتے ہیں جیسے پارکاد عالیہ کے خدام اور کارندے۔ لہذا وہ مشرک تھے اور یہ مومن رہے۔ غرضیکہ جو رب تعالیٰ کی قدرت کا منکر ہو وہ مشرک ہے اور جو قدرت مان کر رب کے قانون کا منکر ہے وہ وہابی ہے۔

نوٹ: ضروری : ہم اپنی زندگی میں غور کریں تو معلوم ہوگا کہ دنیا کی کوئی نعمت ہمیں بغیر وسیلہ نہیں ملی۔ پیدائش و پرورش ماں باپ کے

وسیلہ سے۔ علم و ہمت استاد کے وسیلہ سے۔ تندرستی حکیم کے وسیلہ سے۔ موت ملک الموت کے وسیلہ سے۔ غسل غسل کے وسیلہ سے۔ کفن درزی کے وسیلہ سے۔ دفن گورکن کے وسیلہ سے۔ مہر آخرت کی نعمتیں تو دنیاوی نعمتوں سے کہیں زیادہ ہیں اور بغیر وسیلہ کیسے مل سکتی ہیں۔ کلمہ۔ قرآن۔ روزہ۔ نماز۔ رب کی پہچان۔ غرضیکہ یہ ساری نعمتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے ملیں۔ پھر وسیلہ کا انکار نہ کرے گا۔ مگر جاہل۔

نوٹ: ساری عبادات کا فائدہ صرف انسانوں کو ہوتا ہے۔ مگر وسیلہ کا فائدہ انسان۔ جن۔ فرشتہ۔ جانور بلکہ درخت۔ زمین۔ زمان۔ سب کو ہوتا ہے۔ مگر معظمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے افضل ہوا۔ کوہ طور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ سے اعلیٰ ہوا۔ آپ زمر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طفیل سے متبرک ہو گیا۔ ایوب علیہ السلام کو شفا دینے کے لیے فرمایا گیا۔

اَدْكُنْ بِرَحْمَتِكَ هَذَا مَغْتَسِلًا دَارِدًا وَ شَرَابًا

اپنا پاؤں زمین پر رگڑو اس سے جویابی کا چہنمہ پیدا ہوا ہے پیو اور اس سے غسل کرو۔ چنانچہ اس سے آپ کو شفا ہوئی۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کا دھوون ان کے پاؤں کے وسیلہ سے شفا بن جاتا ہے۔ غرضیکہ بزرگوں کا وسیلہ ہر چیز کو فائدہ پہنچاتا ہے۔

(۱۹) موجودہ دنیوی یہ بھی کہتے ہیں کہ انسان خواہ کتنا ہی بزرگ ہو۔ مرنے کے بعد اس جہان سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ یہاں کی اسے بالکل خبر نہیں رہتی۔ دیکھو اصحاب کہف تین سو سال تک سو کر جب جاگے۔ تو انہوں نے سمجھا ہم دن بھر سوئے۔ حضرت عزیز علیہ السلام سو برس تک وفات یافتہ رہ کر جب زندہ کیے گئے تو رب نے پوچھا کہ کب فوت ہوا؟

تم یہاں کتنے دن ٹھہرے؟ تو عرض کیا۔ لَبْتُ يَوْمًا أَوْ لَعَضَ يَوْمًا۔
 میں دن یا اس سے بھی کم ٹھہرا۔ فرمایا گیا۔ بَلْ لَبْتُ مِائَةً
 عَامٍ تم یہاں سو برس رہے۔ اگر ان کی توجہ اس جہان پر ہوتی۔ تو
 اس مدت کے اندازہ میں کیوں غلطی کرتے۔ جب اتنے بزرگوں کو یہاں
 سے کچھ تعلق نہیں رہتا تو دیگر اولیاء اللہ کا ذکر ہی کیا ہے۔ جب یہ
 لوگ یہاں سے ایسے بے تعلق ہیں تو ان کی قبروں پر جا کر ان کے وسیلہ
 سے دعا کرنا یا ان سے حاجت مانگنا بالکل ہی عبث ہے۔

جواب: اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے وفات کے بعد اس دنیا
 سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہاں کی خبر رکھتے ہیں۔ معراج شریف کی رات
 سارے پیغمبروں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیت المقدس میں
 نماز پڑھی۔ حجتہ الوداع کے موقع پر بہت سے پیغمبروں نے شرکت کی۔
 جس کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے معراج شریف کی رات پچاس نمازوں
 کی پانچ کرا دیں۔ اگر وہ حضرات اس عالم میں پہنچ کر ادھر سے بے خبر
 ہو جاتے ہیں۔ تو انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج اور حجتہ الوداع
 کی خبر کیسے ہوئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نماز کم کرانے کی کیا ضرورت
 پڑی؟ رب تعالیٰ فرماتا ہے مَا سَأَلَ مِنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِنْ
 دُونِ الرَّحْمَنِ إِلَهًا يَعْْبُدُونَ ۝ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے
 سے پہلے پیغمبروں کو پوچھو کیا ہم نے خدا کے سوا اور معبود بنائے ہیں؟
 اگر وہ پیغمبر اس دنیا سے بے خبر ہو گئے تو پھر پوچھنا کیسا؟
 مردہ قبرستان میں آنے والے کے پاؤں کی آہٹ سنتا ہے جیسا کہ

حدیث شریف میں وارد ہے۔

اصحاب کہف اور حضرت عزیر علیہ السلام کے معجزے اور کرامت کا دکھانا منظور تھا۔ اس لئے رب تعالیٰ نے انہیں خصوصیت سے اس دنیا سے بے توجہ کر دیا۔ اگر اصحاب کہف کو اپنے سونے کی مدت کا پتہ ہوتا تو بازار میں نہ آتے اور کرامت لوگوں پر ظاہر نہ ہوتی جیسے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا دل جاگتا رہتا ہے۔ صرف آنکھ سوتی ہے مگر قعر لیس کی رات رب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو اپنی طرف متوجہ فرمالیا۔ اور نماز فجر قضا ہو گئی تاکہ امت کو نماز قضا پڑھنے کا طریقہ معلوم ہو جائے۔

اگر نبی ولی وفات کے بعد اس طرف سے بالکل بے تعلق ہو جاتے ہیں تو ہمارے درود و سلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک کیسے پہنچتے ہیں۔ نیز مردوں کو ثواب کیسے پہنچتا ہے۔ ایسے شخص کو سلام کرنا منع ہے جو جواب نہ دے سکے۔ جیسے سونے والا۔ استنجا والا۔ نمازی اور اذان کی حالت۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہی نہیں اور جواب نہیں دے سکتے تو ان کو سلام کرنا منع ہونا چاہیے تھا۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام پر حقیقتاً سو سال گزرے ہوں لیکن جتنا ایک دن۔ جیسے قیامت کا دن ہزاروں سال کا ہوگا۔ مگر مومن کے لیے ایک نماز کے برابر ہوگا۔ وہاں دونوں کا اثر موجود تھا کہ گدھے پر سو سال گزر گئے تھے۔ اور شربت پر ایک دن۔ لہذا عزیر علیہ السلام کا ایک دن فرمانا بھی ٹھیک تھا۔ وہ جتنے کے لحاظ سے تھا۔ اور رب تعالیٰ کا اسے سو سال فرمانا بھی ٹھیک تھا کہ وہ حقیقت پر مبنی تھا۔

(۲۰) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت کوشش کی کہ ابوطالب ایمان لے آویں۔ مگر نہ لائے تو آپ کیا کر سکتے ہیں۔ بلکہ آیت انزلک لا تقہدی من احببت جس سے تم محبت کرو اسے ہدایت نہیں دے سکتے۔ جب اپنے پیاروں کا وسیلہ نہیں بن سکتے تو دوسروں کا کیا پوچھنا۔

جواب : اس آیت کا مطلب ظاہر ہے کہ جس سے آپ محبت کریں اسے ہدایت نہیں دے سکتے۔ کیونکہ آپ رحمۃ اللعالمین ہیں۔ ہر بشر سے محبت فرماتے سب ہی پر کرم کرتے ہیں۔ کافر ہو یا مومن مخلص ہو یا منافق۔ مگر ہدایت اسے ملے گی جو آپ سے محبت کرے اور آپ سے جو محبت کرے گا۔ وہ آپ کی بات مانے گا۔ ابوطالب نے آپ سے محبت نہ کی اور آپ کی بات نہ مانی۔ کلمہ نہ پڑھا لہذا ہدایت نہ پاسکے۔ اس میں خود ان کا اپنا قصور ہے۔ اگر آفتاب سے روشنی حاصل نہ کر سکے تو اس کا نصیب آفتاب روشنی دینے میں کوتاہی نہ کرتا۔ پھر بھی ابوطالب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا یہ فائدہ پہنچ گیا کہ وہ دوزخ میں نہیں رکھے گئے۔ بلکہ آگ کے بھیرے میں ہیں۔ جیسا کہ بخاری کی حدیث میں ہے۔

(۲۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوئی خدمت نہ کی تو اوروں کی مدد بھی نہیں کر سکتے۔ پھر وسیلہ کیسیا ۹

جواب : حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مدد مانگی ہی نہیں تاکہ صبر میں فرق نہ آدے۔ جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آگ میں جاتے وقت رب سے مدد نہ مانگی۔ نیز حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی یہ استقامت کہ اتنی شدید اور سخت

مہینوں میں ثابت قدم رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہڈی سے ہوئی۔
 (۲۲) قرآن شریف سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہ السلام اپنی زندگی میں
 بھی دنیا سے بے خبر رہتے ہیں۔ دیکھو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہڈ
 کو گم یا کر لوگوں سے پوچھا کہ ہڈ کو میں نہیں دیکھتا۔ اگر واقف تھے تو
 پوچھا کیوں؟ نیز ہڈ نے آکر کہا میں وہ چیز دیکھ کر آیا ہوں جو آپ نے
 نہیں دیکھی یعنی بلقیس اور اس کا تخت۔ دیکھو ہڈ کی خبر سے پہلے آپ کو
 نہ بلقیس کا پتہ لگا نہ شہر سیا کا۔ جب وہ کسی کی خبر ہی نہیں رکھتے تو
 وسیلہ کیسے بن سکتے ہیں۔

جواب : اس آیت میں یہ کہاں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو خبر
 نہ تھی۔ ہڈ نے آپ کی بے خبری کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ عرض کیا۔ اِنِّیْ
 اَحَطْتُ بِمَا لَمْ تَحْطُ بِہٖ۔ میں اس چیز کا احاطہ کر کے اور دیکھ کر
 آیا ہوں جس کو آپ نے جان کر نہ دیکھا اور واقعی آپ اس وقت تک ہاں
 یاں جسم شریف نہ گئے تھے۔ خبر تو آپ کو تھی مگر اظہار نہ تھا۔ نا کہ پتہ
 لگے کہ پیغمبر کی صحبت میں رہنے والے جانور بھی ہزاروں کے لیے ایمان
 کا وسیلہ بن جاتے ہیں۔ دیکھو ہڈ ہڈی کے ذریعہ سے سارے بمن والوں
 اور بلقیس وغیرہ کو ایمان نصیب ہوا۔ اور بھی ہزار ہا اس میں حکمتیں تھیں
 حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ بن کر بھی اپنے والد ماجد کو خبر نہ
 بھیجی۔ اس لیے نہیں کہ آپ ان سے بے خبر تھے۔ بلکہ وقت کا انتظار
 تھا۔ اور آپ کی انتہائی عظمت کا ظہور ہونے والا تھا کہ قحط سالی میں تمام
 عالم کا رزق آپ کے ہاں پہنچا اور سب لوگ روزی میں آپ کے حاتمہ
 کیے گئے۔

(۲۳) رب تعالیٰ فرماتا ہے **يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ** رب تعالیٰ جسے چاہے گا بخشتے گا اور جسے چاہے عذاب دے گا جن نبیوں اور دیوبوں کو تم مغفرت کا وسیلہ سمجھتے ہو خود ان کی مغفرت یقینی نہیں۔ نہ معلوم ان کی بخشش ہو یا نہ ہو۔ اگر وہ تمہارے وسیلے ہیں تو بتاؤ۔ کہ اگر خدا تعالیٰ انہیں پکڑے تو ان کا وسیلہ کون بنے گا۔ **مَن يَشَاءُ** میں **مَن** عام ہے۔ نبی ولی سب کو شامل ہے۔ (بعض بے ادب دیوبندی) **جواب:** اس کے دو جواب ہیں ایک عالمانہ دوسرا صوفیانہ۔ عالمانہ جواب یہ ہے کہ ہندے نین طرح کے ہیں ایک وہ جن کے جہنمی ہونے کی خبر

دی گئی جیسے البواب اور اس کی بیوی جمیلہ جن کے بارے میں فرمادیا گیا :-
 سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ وَامْرَاَتُهُ يه اور اس کی بیوی عنقریب
 بھڑکتی ہوئی آگ میں پہنچیں گے۔ دوسرے وہ جن کے جنتی ہونے کی
 خبر دی گئی۔ فرمادیا گیا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ۔ اللّٰہ
 تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللّٰہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔ یا
 فرمادیا۔ كَلَّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی اللّٰہ تعالیٰ نے ان سب سے جنت
 کا وعدہ کر لیا۔ تیسرے وہ جن کے متعلق کوئی خبر نہ دی گئی۔ جیسے
 ہم لوگ۔ پہلی جماعت کا ذورنجی ہونا اور دوسری جماعت کا جنتی ہونا
 ایسا ہی یقینی ہے جیسا کہ اللّٰہ تعالیٰ کا ایک ہونا۔ کیونکہ اللّٰہ تعالیٰ
 کا سچا ہونا ایسی ہی اس کی صفت ہے جیسے اس کا ایک ہونا۔ تمہاری
 پیش کردہ آیات میں تیسری جماعت مراد ہے کیونکہ اللّٰہ تعالیٰ وعدہ
 خلا فی نہیں کرتا۔

صوفیانہ جواب یہ ہے کہ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ رب تعالیٰ
 جسے چاہتا ہے ایسے نیک اعمال کی توفیق دے کر جنتی بناتا ہے اور
 جسے چاہتا ہے اسے گمراہ کر کے جہنمی بناتا ہے۔ یعنی لوگوں کے جنتی اور
 جہنمی ہونے کا ارادہ ہو چکا۔ قیامت میں صرف اس کا ظہور ہو گا۔ ہر
 ایک کے متعلق فلم چل چکا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ جس نیک کار کو چاہیے
 جہنمی کر دے اور جس کا قر کو چاہیے جنتی بنا دے۔ بلکہ جس کو جہنمی چاہ چکا
 وہ جہنمی ہو چکا اور جس کو وہ جنتی ہونا چاہ چکا وہ جنتی ہو چکا۔ اب اس
 کا برعکس ہونا اس آیت کے خلاف ہو گا۔

(۲۴) قرآن کریم قرار دے رہا ہے کہ کفار نے نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے

مطالبہ کیا کہ کُنْ تَوَّابًا لَّكَ حَتَّىٰ تَفْجَرَنَا مِنْ الْأَرْضِ يَنْبُوءُ عَالَمًا
یعنی ہم اس وقت تک ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ آپ زمین سے
چشتے جاری نہ کر دیں۔ یا آپ کے پاس کھجور دانگور کا باغ نہ ہو۔ جس
کے بیج میں نہریں ہوں۔ الخ اس کے جواب میں فرمایا گیا۔ قُلْ
سُبْحَانَ رَبِّيَ هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا کہ سبحان اللہ میں تو صرف
رسول بشار ہوں۔ مجھ میں یہ طاقت نہیں۔ اس آیت سے دو باتیں معلوم
ہوئیں ایک یہ کہ نبی میں کوئی طاقت اور زور نہیں بندہ مجبور ہیں ورنہ ہمیں
یہ معجزے دکھا کر مسلمان کر لیا جاتا۔ دوسرے یہ کہ پانی کے چشتے لگانا۔ یاغ
اگانا یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے نبی ولی کا نہیں۔ اسی طرح بیٹی بیٹیا بختنا عزت
ذلت دینا۔ مرادیں پوری کرنا خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ کسی کو ان چیزوں کا وسیلہ
ماننا بھی اس آیت کے خلاف ہے۔

جواب: نبی میں اس سے کہیں زیادہ طاقت ہے۔ یہ کہو ان کے
مطالبہ پر اپنی طاقت دکھانی نہیں۔ کیونکہ وہ ایمان لانے کی نیت سے یہ
مطالبہ نہ کرتے تھے بلکہ نبی کا زور آزمانے کے لیے کرتے تھے اور جس قوم
نے نبی کا زور آزمایا وہ مٹا دی گئی۔ قریون۔ ثمود۔ قوم عاد و ثمود ان سب
نے نبی کا زور دیکھنا چاہا زور دکھایا گیا مگر وہ ایمان نہ لائے ہلاک ہو گئے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے یہ مطالبے پورے نہ فرمانا رحمت کی بنا پر
ہے۔ ورنہ وہ تو زمین سے چشتے نکالنے کا مطالبہ کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے ان کیوں سے چشتے بہا دیئے۔ وہ تو کھجور دانگور کے باغ کا مطالبہ کرتے
تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کو دو ٹکڑے کر دکھایا۔ ڈوبے ہوئے
سوچ کو لوٹایا۔ کھاری کنوئیں کو میٹھا بنایا۔ لکڑیوں کی گدیوں سے اپنا کلمہ

پڑھوایا۔ فقیروں کو بادشاہ بنا دیا۔ جس کو چاہا غنی کر دیا۔
 ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔
 عبور یا ممنون خواب را بخش تاج کسری زیر پای امتش
 غرضیکہ مہونا اور چیز ہے اور دکھانا کچھ اور۔ اور اس آیت میں طاقت نہ دکھانے کا
 ذکر ہے ان سرکش کافروں کو تا کہ ہلاک نہ ہو جائیں۔

خاتمہ

حقیقت یہ ہے کہ دہا بیوں دیوبندوں کو خدا نے گمراہ کر دیا۔ ان کی
 شامت آگئی ہے۔ اس لیے تمام وسیلوں سے منہ موڑ رہے ہیں جسے خدا
 ہدایت دیتا ہے وہ ولی اور مرشد کے دامن میں رہتا ہے اور جسے رب
 گمراہ کرتا ہے اس کا نہ ولی نہ مرشد۔ رب فرماتا ہے : وَمَنْ يُضِلِّ فَلَئِنْ
 تَجَدَّدَ لَكَ وَلِيًّا وَمُرْشِدًا ۝ جسے رب گمراہ کر دے اس کے لیے نہ تو تم
 کوئی ولی پاؤ گے نہ مرشد۔ یہ بے پیرے بے نورے درگاہ الہی سے نکالے ہوئے
 ہیں۔۔۔ یہ ساری باتیں اسی سبب سے ہیں مسلمانوں کو چاہیئے کہ ہر نئے
 مذہب سے بچیں اسی راستے پر رہیں جو اب تک اللہ کے نیک بندوں کا ہے بے
 سمجھے بوجھے قرآن کا ترجمہ گمراہی کا راستہ ہے رب فرماتا ہے۔ يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا
 وَكَثِيرًا يَهْدِي بِهِ كَثِيرًا ۝ رب تعالیٰ اس قرآن سے بہت لوگوں کو ہدایت دیتا
 ہے اور بہت کو گمراہ کر دیتا ہے ہدایت ملنے کا ذریعہ صرف یہی ہے کہ اچھوں کے
 ساتھ رہو۔ رب فرماتا ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا
 مَعَ الصَّادِقِينَ ۝ ۱۵ مسلمانوں اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

ہمیں سورہ فاتحہ میں یہ دعا مانگنے کی ہدایت فرمائی۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ
 صِرَاطَ الَّذِينَ اَلْعَمْتُ عَلَيْكَ ۝ اے مولیٰ۔ ہمیں سیدھے راستے کی
 ہدایت دے (یعنی قائم رکھ) ان بندوں کے راستہ پر جن پر تو نے وہ راستہ
 انعام کیا۔ یعنی نبیوں۔ صدیقوں۔ شہداء اور صلحاء کے راستہ پر قائم رکھ۔
 آج ہر حکیم الامی۔ ہر قادیانی۔ ہر دیوبندی دہلوی۔ ہر بے دین قرآن کریم
 بغل میں دبائے پھر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ قرآن کی رو سے میں سچا
 ہوں۔ جیسے کہ بزدلوں نے بے سوچے سمجھے نفسانی خواہش سے قرآن
 پڑھ کر امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ اور امام حسین رضی اللہ عنہ پر یہ کبیت
 چپاں کی تَقَاتُلُوْهُ هُمْ حَتّٰی تَقُوْا اِلٰی اَصْرٍ اَللّٰہِ یعنی جو بادشاہ
 اسلام سے باغی ہو جائے اس سے جنگ کرو۔ یہاں تک کہ رجوع کر لے انہوں
 نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو تو باغی اور بیزید پلید کو بادشاہ اسلام بنایا۔
 غرضیکہ بے سمجھے قرآن کے ترجموں نے بہت لوگوں کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔ اگر
 چاہتے ہو کہ دنیا سے ایمان سلامت لے جاؤ تو اسی راستہ پر چلو جو اولیائے
 کرام اور علمائے عظام کا راستہ ہے اور اسی میں دین و دنیا کی بھلائی ہے۔
 آج سوائے مذہب اہل سنت کے کسی فرقہ میں اولیاء موجود نہیں معلوم
 ہوا کہ یہی جماعت حق پر ہے۔ جب تک دین موسوی منسوخ نہ ہوا تھا
 بنی اسرائیل میں ہزار ہا ولی ہوئے۔ جب وہ منسوخ ہو گیا اب ان میں کوئی
 ولی نہیں۔ حضرت مریم۔ اصحاب کہف۔ اصف بن برخیا جن کے قصے قرآن
 شریف میں مذکور ہیں سب بنی اسرائیل کے ولی تھے۔ جبریل علیہ السلام کی ولایت
 کا یہ حال تھا کہ اس نے چار سال کے بچہ سے اپنی پاکدامنی کی گواہی لے لی مگر
 بنا و جب سے یہ دین منسوخ ہوا اب کوئی یہودی عیسائی ولی ہوا۔ جب ان

میں ایمان ہی نہیں۔ تو ولایت کہاں سے آئے اسی طرح آج سوائے مذہب اہل سنت کے کسی فرقہ میں ولی نہیں۔ کوئی دیوبندی ولی نہیں۔ کوئی قادیانی چکڑاوی غیر مقلد ولی نہیں۔ ادھر دیکھو کہ حضور غوث پاک سرکار بغداد ہم ہیں۔ حضور خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ہم ہیں۔ حضور خواجہ بہاؤ الدین نقشبند ہم ہیں۔ حضور شیخ شہاب الدین سہروردی ہم ہیں گزرے ہیں۔ اب بھی مذہب اہل سنت میں ہزار ہا اولیاء جلوہ گر ہیں۔ حضرت پیر سید حیدر شاہ صاحب جلالپوری۔ حضرت خواجہ عمر علی شاہ صاحب گولڑوی اعلیٰ حضرت بریلوی پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری۔ حضرت خواجہ محمد سلیمان صاحب تونسوی اور تمام گدی والے حضرات ہماری ہی جماعت میں ہیں۔ یہ تمام حضرات یکے کے متفق و وسیلہ کے قائل۔ نیاز۔ عرس۔ فاتحہ۔ میلاد شریف۔ گیارہویں شریف پر عامل رہے۔ ان اولیاء کرام کا ہم میں ہونا مذہب اہل سنت کی حقانیت کی کھلی دلیل ہے۔ آج تمام فرقوں کو میں چیلنج کرتا ہوں کہ اپنے مذہبوں میں اولیاء دکھائیں۔ ولی کی بھانپ قرآن کریم نے یہ بیان فرمائی ہے کہ خلقت نہیں دی مائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَقَدْ بَرَأَ الْبَشَرِ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ اَلَا خَلْقَہٗ اِنْ کَیْلَہٗ و مِیَا وَاٰخِرَتِہٖنَّ خَوَّلَہٗمُ الْغَنٰی وَاٰخِرَتِہٖنَّ خَوَّلَہٗمُ الْغَنٰی وَاٰخِرَتِہٖنَّ خَوَّلَہٗمُ الْغَنٰی وَاٰخِرَتِہٖنَّ خَوَّلَہٗمُ الْغَنٰی۔ انہیں مبارکباد دینا۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ اَلصّٰلِحِیْنَ سَیَجْعَلُ اللّٰہُ لَہُمْ ذُرِّیَّۃً وَّ دَآءِیَۃً یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے اللہ تعالیٰ ان کی محبت سب کے دلوں میں ڈال دیگا۔ جن بزرگوں کے نام ہم نے گنائے ہیں ان کو عام خلقت دی مانتی ہے۔ چونکہ دیوبندیوں میں کوئی نہیں۔ اس لیے وہ اولیاء کو گالیاں دینے لگے۔ جیسے قادیانیوں کے مسیح موعود مرزا میں کوئی کرامت

یا معجزہ نہیں تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انکار کرنے لگے۔ بہر حال مسلمان اس فیکر کے اس قاعدہ کو یاد رکھیں کہ وہی راستہ اختیار کریں جو اللہ تعالیٰ کے پیارے بندوں کا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آج کل کی تہ ہنر بنی ہو اؤں سے ان کا ایمان محفوظ رہے گا۔ گلدستہ کی گھاس پھولوں کے وسیلہ سے بادشاہوں کے ہاتھ میں پہنچ جاتی ہے۔ بادام کے پھلکے مغز کے ساتھ تلنے ہیں مگر علیحدہ ہو کر پھینک دیئے جاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ کتابوں سے علم و حکمت ملتا ہے لیکن دین کسی کی نظر سے نصیب نہیں ہوتا۔ ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

وہیں تجو اندر کتب اسے بے خبر علم و حکمت از کتب ہیں از نظر
کہمیا پیدا کن از مشنئے گلے بوسہ زن یہ آستانے کا ملے

دین صرف کتابوں سے نہ ڈھونڈو۔ کتابوں سے صرف علم ملتا ہے اور دین کامل کی نگاہ کرم سے۔ اپنے جسم کو کہمیا بنا لو اس طرح کہ کسی کامل کے آستانہ پر ادب سے بوسہ دو۔

اگر قرآن شریف کا ترجمہ پڑھ لینے سے دین مل جایا کرتا تو ابو جہل، ابو لہب اور ابلیس اول درجہ کے مومن ہوتے کیونکہ یہ ترجمہ جانتے تھے صرف نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فیض حاصل نہ کیا مائے گئے۔
آؤ ہم مثنوی شریف کا ایک قصہ سنا کر رسالہ کو ختم کریں تاکہ وسیلہ اولیاء کا رسالہ ولی کامل کے ذکر پر ختم ہو۔

حکایت

مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں کہ سلطان العارفين حضرت بابزید البسطامي قدس سرہ العزیز کے زمانہ میں

بسطام شریف میں ایک رنڈی آگئی۔ جس کے حسن و جمال اور خوش آوازی پر خلقت عاشق ہو گئی۔ مسجدیں۔ خانقاہیں خالی ہو گئیں اور رنڈی کے گھر تماشائیوں کا ہر وقت میلہ لگا رہتا۔ کسی شخص نے حضرت سلطان العارفين کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت آپ کے زمانہ اور آپ کے شہر میں ایسا فسق و فجور۔ حضور نے فرمایا کیا بات ہے؟ اس شخص نے سارا ماجرا عرض کر دیا۔ فرمایا ہمیں اس رنڈی کا مکان بتاؤ آپ مصلیٰ اور لوٹا لے کر اس کے گھر پہنچ گئے۔ تمام تماشائی آپ کو دیکھ کر غائب ہو گئے آپ نے اس رنڈی کے دروازے پر مصلیٰ بچھا دیا۔ اور نوافل شروع کر دیئے۔ جو ادھر آتا آپ کو دیکھ کر لوٹ جاتا۔ یہاں تک کہ رات کا اکثر حصہ گزر گیا۔ اور کسی کے آنے کا خطرہ نہ رہا۔ تو آپ نے اس رنڈی سے پوچھا تیری روزانہ کی آمدنی کتنی ہے اس نے بتائی آپ نے اتنی نفی مصلیٰ کے نیچے سے نکال کر اس کے حوالے کر دی۔

فقروں کی جھولی میں ہوتا ہے سب کچھ مگر چاہیے ان سے لینے کا ڈھب کچھ بہت جانچ لینے ہیں دیتے ہیں تب کچھ

پھر آپ نے اسے فرمایا کہ اب تیرا رات ہم نے خرید لی کیونکہ تیری اجرت دیدی اس نے عرض کی کہ ہاں بے شک۔ پھر حضور نے فرمایا۔ اچھا اب ہم جو کہیں تو وہ کر۔ بولی بہت اچھا۔ آپ نے فرمایا وضو کر کے دو نفل کی نیت کر۔ غرضیکہ اسے نماز میں کھڑا کر دیا۔ جب تک اس نے قیام کیا وہ رنڈی تھی۔ رکوع میں گئی تو رنڈی تھی۔ قومہ کیا تو رنڈی تھی مگر جب سجدہ میں گئی ادھر تو اس کا سر سجدہ میں جھکا اور ادھر سلطان العارفين کے ہاتھ دعا کے لئے اٹھے مولانا فرماتے ہیں کہ آپ نے بدرگاہ خدا عرض کیا۔

آنچہ کارم بود آخر کردمش
کز زنا سوائے نماز آوردمش

اے مولیٰ تو قویٰ میں ضعیف۔ تورب میں بندہ۔ مجھ عاجز کمزور
اور ضعیف بندے کا تو اتنا ہی کام تھا کہ فاسقہ کو زنا سے ہٹا کر تیرے
دروازے پر جھکا دیا۔ اگلا کام تیرا ہے کہ تو اس جھکے ہوئے سر کو قبول کرے
یا رد کر دے۔ پھر عرض کیا کہ اگر تو نے اس سر کو رد کر دیا تو میری بدنامی ہو
جائے گی کہ لوگ کہیں گے سلطان العارفین تیرے دروازے سے کیا
دے گئے۔

برورت آوردہ ام من اے خدا
قلب قلب طفیل مصطفیٰ

یہ نہ دیکھ کہ آنے والا کون ہے۔ مولیٰ! یہ دیکھ کہ لانے والا کون
ہے۔ اگرچہ آنے والی ایک فاسقہ ہے۔ لیکن لانے والا میں گنہ گار ہوں۔
اس لیے اس ہرے گنبد والے کالی زلفوں والے محبوب صلی اللہ علیہ
وسلم کے صدقہ اس کے دل کا رخ بدل دے۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ وہ
فاسقہ ولید بن گئی۔ پھر بعد میں اس کے دوست جب اُسے بلاتے تو وہ
اندر سے کہلا بھیجتی۔ کہ اب میں نے ان آنکھوں سے سلطان العارفین
کو دیکھ لیا۔ جو سلطان العارفین کو دیکھ لے وہ کسی کو نہ دیکھے۔

سورج کی شعاعیں کسی آنکشی شیشہ کے ذریعہ کسی کپڑے پر ڈالی
جائیں تو وہ کپڑا جل جاتا ہے۔ اگر یہ آنکشی شیشہ درمیان میں نہ ہو۔ تو
جلن پیدا نہیں ہوتی۔ مدینہ کے سورج صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانی
شعاعیں بغداد والے یا اجمیر والے شیشہ کے ذریعہ دل پر ڈالو۔ تاکہ

پیش اور در پید اہو۔ یہ در و دل وہ چیز ہے جس کے سبب انسان
فرشتوں سے افضل ہوا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَّآلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

أَحْقَرُ الْعِبَادِ

احمد یار خاں

سرپرست مدرسہ غوثیہ نعیمیہ

گجرات

بجانب
سید فاضل شاہ انور ٹلکار گجرات